جامعہ دارالعلوم کراچی

کا ترجمان

ماہنامہ

البلاغ

شوال المکرم ۱۴۳۹ھ / جولائی ۲۰۱۸ء

کرسٹل مسجد، ملائیشیا

بانی

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ

هٰذا بلاغٌ لِلنّاس

جلد ۵۳

شوال المکرم ۱۴۳۹ھ / جولائی ۲۰۱۸ء

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم

مدیر مسؤل

مولانا عزیز الرحمٰن صاحب

مجلس ادارت

مولانا محمود اشرف عثمانی ــــ مولانا راحت علی ہاشمی

زیر انتظام ــــ فرحان صدیقی

ترتیب

ذکر و فکر

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی، قدس سرہ.....۳

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم

آسان ترجمۂ قرآن

آسان ترجمۂ قرآن، سورۃ المائدہ.....................۹

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم

مقالات و مضامین

یادیں (نویں قسط)..............................۱۳

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم

نائب رئیس ـــــ جامعہ دارالعلوم کراچی

حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی رحمۃ اللہ علیہ کا اساتذہ وطلبہ سے خطاب ۲۳

حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی رحمۃ اللہ علیہ

امتحاناتِ وفاق میں دارالعلوم کراچی کے شاندار نتائج ...۴۳

ترتیب وتحریر: رشید اشرف نور سیفی

حضرت مولانا مفتی اصغر علی ربانی صاحب، رحمۃ اللہ علیہ.۴۵

مولوی عبیدالرحمٰن ربانی

آپ کا سوال

ڈاکٹر محمد حسان اشرف عثمانی..........................۵۳

جامعہ دارالعلوم کراچی کے شب و روز

مولانا محمد راحت علی ہاشمی..........................۵۷

نقد وتبصرہ

ابومعاذ..........................۶۷

فی شمارہ ....۳۵/ روپے

سالانہ زرتعاون ....۴۰۰/ روپے

بذیعہ رجسٹری ....۵۵۰/ روپے

سالانہ زر تعاون بیرون ممالک

امریکہ، آسٹریلیا، افریقہ اور یورپی ممالک...............۳۵ ڈالر

سعودی عرب، انڈیا اور متحدہ عرب امارات..............۲۷ ڈالر

ایران، بنگلہ دیش.............۲۵ ڈالر

خط و کتابت کا پتہ

ماہنامہ "البلاغ" جامعہ دارالعلوم کراچی

کورنگی انڈسٹریل ایریا کراچی ۷۵۱۸۰

فون نمبر:۔ 021-35123222
021-35123434

بینک اکاونٹ نمبر

9928-0100569829

میزان بینک لمیٹڈ

کورنگی دارالعلوم برانچ کراچی
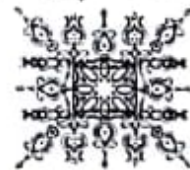
Email Address:
monthlyalbalagh@gmail.com
www.darululoomkarachi.edu.pk

پبلشر:۔ محمد تقی عثمانی
پرنٹر:۔ القادر پرنٹنگ پریس کراچی

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم

حضرت مولانا مشرف علی صاحب تھانوی، قدس سرہ

حمد وستائش اس ذات کے لئے ہے جس نے اس کارخانۂ عالم کو وجود بخشا

اور

درود وسلام اس کے آخری پیغمبر پر جنہوں نے دنیا میں حق کا بول بالا کیا

اللہ والوں کے قافلے رفتہ رفتہ اپنے وطنِ اصلی کو سدھار رہے ہیں۔ ابھی حضرت مولانا محمد سالم قاسمی، رحمۃ اللہ علیہ، کی وفات کا صدمہ تازہ تھا کہ ۱۵ر شعبان کو حضرت مولانا مشرف علی صاحب تھانوی، قدس سرہ، اچانک ہم سے بڑے قابلِ رشک طریقے سے رخصت ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

میں سعودی عرب کے حساب سے ۱۰ر شعبان سے ۱۴ر شعبان تک مدینہ منورہ میں تھا۔ اور ۱۴ر شعبان کا دن گذار کر ۱۵ر شعبان کی رات کو میری واپسی کی پرواز تھی۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ حضرت مولانا مشرف علی تھانوی صاحب بھی مدینہ منورہ میں ہیں۔ اچانک ۱۴ر شعبان کی سہ پہر میں میرے پاس میرے داماد مولانا عبداللہ نجیب صاحب کا فون پر پیغام مجھے ملا کہ مولانا مشرف علی تھانوی صاحبؒ کی مدینہ منورہ میں وفات ہوگئی ہے۔ معلوم ہوا کہ ان کی اہلیہ محترمہ اور ایک صاحبزادی اور ایک نواسے منیب صاحب ان کے ساتھ تھے۔ میں نے اپنے داماد سے ان کا سعودی نمبر لیا۔ اور انہیں فون کیا، تو انہوں نے بتایا کہ وہ عمرہ سے فارغ ہوکر دودن قبل مدینہ منورہ پہنچے تھے۔ اور آج نماز ظہر کے وقت انہوں نے غسل کیا۔ اور پھر یک بیک رخصت ہوگئے۔ دل کو ایک دھکا سا لگا۔ چونکہ آنے والی رات سعودیہ کے حساب سے ۱۵ر شعبان کی رات تھی، اس لئے میں نے پہلے سے اپنے ایک ساتھی مولانا منہاج صاحب کے ساتھ یہ طے کیا ہوا تھا کہ عشاء کی نماز کے

بعد جنت البقیع جائیں گے، اور وہاں کے مکینوں کو سلام عرض کر کے اور دعا کر کے واپس آجائیں گے، پھر میں ہوائی اڈے کے لئے روانہ ہو جاؤں گا۔

جب مولانا، رحمۃ اللہ علیہ، کی وفات کی خبر ملی، تو دل میں ساتھ ہی یہ آرزو پیدا ہوئی کہ ان کی نماز جنازہ عشاء کے وقت ہو جائے تو ان کی تجہیز و تکفین میں شرکت کی سعادت بھی مل جائے۔ لیکن سعودی عرب میں زائرین کا انتقال ہو تو ان کی تجہیز و تکفین اور تدفین سے پہلے بہت سی قانونی کارروائیاں کرنی پڑتی ہیں، اور وقت اتنا کم تھا کہ ان تمام کارروائیوں سے گذرنا مشکل معلوم ہوتا تھا، اور وہاں کے لوگوں نے بتایا کہ ان تمام کارروائیوں کی تکمیل عشاء تک ہونا بہت مشکل ہے۔ لیکن دل یہ گواہی دے رہا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے مولاناؒ کو مدینہ منورہ میں وفات کی سعادت عطا فرمائی ہے تو ان شاء اللہ انہیں لیلۃ البراءۃ میں بقیع کا حصہ بننے کی سعادت بھی ملے گی۔ مولاناؒ کے نواسے سے جو نوعمر نوجوان ہیں، برابر رابطہ قائم رہا، اور مغرب کے بعد معلوم ہوا کہ ابھی وہ ہسپتال میں ہیں، اور کاغذی کارروائیاں مکمل ہوگئی ہیں، اور ابھی وہ ان کو لے کر بقیع پہنچیں گے جہاں انہیں غسل دیا جائے گا، اور کفن پہنایا جائے گا۔

دوسری طرف میرے بھانجے مولانا امین اشرف سلمہ، نے یہ انتظام کر رکھا تھا کہ جب نعش بقیع پہنچ جائے تو میں ان کو غسل دینے میں شریک ہوسکوں۔ بقیع کے ساتھ مُردوں کو غسل دینے اور کفن پہنانے کا بڑا قابل تعریف انتظام ہے۔ ایک پوری عمارت اس کام کے لئے مخصوص ہے۔ اس میں میت کے اہل وعیال کے سوا کسی کا داخلہ ممکن نہیں، لیکن عزیزم مولانا امین اشرف صاحب نے کسی طرح انتظام کر کے مجھے غسل کی جگہ پہنچا دیا، اور مجھے بھی غسل میں کچھ حصہ لینے کی سعادت حاصل ہوئی۔ وہاں غسل اور کفن دینے والوں نے اتنی تیزی سے سارا کام نمٹایا کہ ہم جب جنازہ لے کر اسی ادارے کی گاڑی میں روانہ ہوئے، اور ائمہ کے داخلے کی جگہ سے جنازہ رکھ کر اندر پہنچے تو عشاء کی نماز کی اذان ہو رہی تھی۔ مسجد نبوی میں ریاض الجنۃ سے متصل ایک جگہ جنازوں کے رشتہ داروں کے لئے مخصوص رکھی جاتی ہے۔ چنانچہ ہم سب نے اس جگہ نماز ادا کی، اور نماز کے بعد شیخ صلاح بُدیر مدظلہم نے جنازے کی نماز پڑھائی، اور اس کے بعد ہم سب جنازہ لے کر جنت البقیع پہنچے۔ جنت البقیع میں قبریں پہلے سے تیار رکھی جاتی ہیں، اور غسل دینے کے بعد جنازے پر ایک نمبر ڈال دیا جاتا ہے، اسی نمبر کی قبر میں ہر جنازے کو دفن کیا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا، رحمۃ اللہ علیہ، کے جنازے کے لئے قبر پہلے ہی سے تیار تھی۔ وہاں انہیں لحد میں اتارا گیا، اور تدفین کا عمل مکمل ہوا۔ قبر پر مٹی ڈالنے اور

دعائے مغفرت کے فوراً بعد چونکہ میری واپسی کی پرواز کا وقت قریب تھا، اس لئے میں واپس روانہ ہوگیا اور سوچتا رہا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے اس بندے کو کس طرح نوازا کہ پہلے عمرہ کرواکر پاک صاف فرمادیا، پھر مدینہ منورہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائی، اور مدینہ منورہ میں وفات اور لیلۃ البراءۃ میں جنت البقیع میں تدفین اس غیر معمولی جلدی کے ساتھ فرمائی کہ اس پر ہر شخص حیران بھی تھا، اور رشک بھی کررہا تھا۔

حضرت مولاناؒ کے گھر والوں نے بتایا کہ وہ بکثرت مدینہ منورہ میں وفات پانے کی خواہش کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔ بلکہ ان کے مجموعۂ کلام " ذوقیات " میں ان کے یہ شعر بھی موجود ہیں۔

یارب! ترے حبیبؐ کے ہم بھی ہیں امتی
دوگز زمیں ہمیں بھی عطا کر حرم کے پاس
عارفؔ عطا ہو پھر سے مدینے کی حاضری
کُھل جائے جاکے اپنا مقدر حرم کے پاس

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی یہ دعا کس طرح قبول فرمائی۔ اللہ اکبر!

حضرت مولانا مشرف علی تھانوی، رحمۃ اللہ علیہ، کو اکابر علماء واولیاء کے ساتھ بڑی نسبتیں حاصل تھیں۔ وہ حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی، قدس سرہ، کے اس لحاظ سے نواسے تھے کہ ان کی والدہ حضرت حکیم الامتؒ کی ربیبہ تھیں، اور حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانویؒ کی اہلیہ۔ ان کی ولادت ربیع الاول ۱۳۵۸ھ (۱۹۳۹ء) میں تھانہ بھون میں اس وقت ہوئی جب حضرت حکیم الامہ، قدس سرہ، حیات تھے، اور اس طرح ان کی عمر کے پہلے چار سال حضرت حکیم الامتؒ کی خصوصی شفقتوں کے سائے میں گذرے، میری اِس وقت سب سے بڑی ہمشیرہ بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ وہ ہمارے والد ماجد (حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ) کے ساتھ تھانہ بھون میں تھیں، تو حضرت پیرانی صاحبہ نے ان کی تربیت اور شاید امتحان کے لئے ایک بچے کا کرتہ سینے کے لئے دیا، اور انہوں نے سیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ حضرت مفتی جمیل صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، کے صاحبزادے یعنی مولانا مشرف علی تھانوی صاحبؒ کی ولادت ہوئی تھی،

اور یہ کرتہ ان کے لئے سلوایا گیا تھا۔ نیز ایک مرتبہ حضرتؒ نے ان کے سر پر دستار باندھی، اور یہ فرمایا کہ جب یہ بچہ عالم بنے گا، اور اس کے سر پر دستار فضیلت باندھی جائے گی تو اس وقت میں نہیں ہوں گا، اس لئے ابھی دستار باندھ رہا ہوں، ایک بچے کے درخشاں مستقبل کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا بشارت ہوسکتی تھی؟

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں حضرتؒ کی دعاؤں کی برکت سے حافظ، قاری، عالم اور پھر شیخ الحدیث کے منصب پر فائز فرمایا۔ جامعہ اشرفیہ لاہور اور مدرسہ اشرفیہ سکھر میں تعلیم حاصل کی۔ جامعہ اشرفیہ لاہور میں حضرت مولانا محمد ادریس صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، سے صحیح بخاریؒ پڑھی۔ حضرت مولانا رسول خان صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، سے جامع ترمذی، اور اپنے والد ماجد حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، سے ابوداؤد شریف، اور حضرت مولانا عبیداللہ صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، سے طحاوی شریف، اور ۱۹۶۱ء میں درس نظامی کی تکمیل کی، اور پھر مدرسہ اشرفیہ سکھر اور جامعہ اشرفیہ لاہور میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی، رحمۃ اللہ علیہ، کے ایماء پر ۱۹۴۸ء میں لاہور میں ایک ادارہ دارالعلوم الاسلامیہ کے نام سے قائم ہوا تھا جس میں خاص طور پر حفظ اور تجوید وقراءت کی تعلیم ہوتی تھی اور شیخ القراء حضرت مولانا قاری عبدالمالک صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، اسی ادارے میں تجوید وقراءت کے استاذ تھے۔ ۱۹۸۳ء میں حضرت مولانا مشرف علی صاحبؒ نے اپنے اکابر کے مشورے پر اس ادارے کا انتظام سنبھالا، اور شب وروز کی محنت کے بعد اسے ایک عظیم تدریسی وتحقیقی مرکز بنادیا۔

اس ادارے سے درس نظامی کی اعلیٰ تدریس کے ساتھ جس میں حضرت مولانا مشرف علی صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الحدیث کی خدمات انجام دے رہے تھے۔ ایک عظیم تحقیقی کام "احکام القرآن" کی تکمیل تھی۔ احکام القرآن کی تالیف حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی، قدس سرہ، نے اپنے خلفاء کے ذریعے شروع کرائی تھی، لیکن اس کے بعض حصے تشنۂ تکمیل تھے، اور بعض حصے نظر ثانی اور تبییض کے محتاج۔ حضرت مولانا مشرف علی صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، نے حضرت مولانا عبدالشکور صاحب ترمذی، رحمۃ اللہ علیہ، سے تشنۂ تکمیل حصوں کی تکمیل کرائی اور اپنے برادر عزیز مولانا خلیل احمد تھانوی صاحب مدظلہم سے پرانے اور خستہ حال مسودات کی تبییض کروائی اور اپنے ادارے سے انہیں شائع کروایا جس سے ایک عظیم علمی کام منظر عام پر آیا۔ اور حضرت حکیم الامہ، قدس سرہ، کی تمنا کی تکمیل ہوئی۔

حضرت مولانا مشرف علی صاحب تھانوی، رحمۃ اللہ علیہ، نے پہلے اصلاحی تعلق حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھول پوری، رحمۃ اللہ علیہ، سے قائم کیا تھا، پھر ان کی وفات کے بعد سیدی وسندی حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب عارفی قدس سرہ سے تعلق قائم کیا، اور حضرتؒ نے انہیں اپنی خلافت بھی عطا فرمائی، اور میں نے خود حضرت قدس سرہ سے مولانا مشرف صاحبؒ کے بارے میں یہ الفاظ سُنے کہ وہ "جوہرِ قابل" ہیں۔

الحمدللہ! ابتداہی سے بندہ اور برادر معظم حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم سے حضرت مولانا مشرف صاحبؒ کا اخوت ومحبت کا تعلق قائم رہا۔ ایک مرتبہ کسی نے مجھے اطلاع دی کہ مولاناؒ کسی وجہ سے تم سے ناراض ہیں، میں نے پہلی ملاقات میں اُن سے اس اطلاع کا ذکر کیا، اور ساتھ ہی یہ عرض کیا کہ مجھ سے اگر کوئی غلطی ہوئی ہے تو میں اس پر معافی چاہتا ہوں۔ مولاناؒ نے انتہائی محبت کے ساتھ اس اطلاع کی تردید کی، اور فرمایا کہ الحمدللہ آپ سے محبت کا جو تعلق ہے، اس میں کبھی کوئی کمی نہیں ہوئی۔

مجھے پچھلے دنوں مثانے کی شدید بیماری لاحق ہوئی، تو مولاناؒ نے میرے لئے تعویذات ارسال فرمائے، اور دعاؤں میں شامل رکھا۔ ماشاء اللہ ان کے علمی وتحقیقی کاموں کے ساتھ ان کی تربیتی اور اصلاحی خدمات بھی ان کی اصلاحی مجالس کے ذریعے جاری تھیں جن سے بفضلہٖ تعالیٰ سینکڑوں انسانوں کو فائدہ پہنچا اور ان کی زندگی میں خوشگوار تبدیلی آئی، چنانچہ پنجاب کے علاقے سے جب کوئی مجھ سے کسی مصلح شیخ کے بارے میں پوچھتا تو میں اُن کا حوالہ دیا کرتا تھا۔

انہیں حضرت مفتی محمد حسن صاحبؒ، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی، رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مفتی جمیل احمد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، کی طویل صحبتیں نصیب ہوئی تھیں، اور ان کے واقعات وملفوظات وہ بڑے والہانہ انداز میں سنایا کرتے تھے، جن سے سامعین کو بہت نفع ہوتا تھا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو مدینہ منورہ کے راستے سے اپنے پاس اس طرح بلایا کہ وہ ہلکے پھلکے دنیا سے رخصت ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں مقاماتِ قرب سے نوازیں، اور ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل اور اجرِ جزیل عطا فرمائیں۔ آمین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ امتحانِ داخلہ درجہ وار

برائے تعلیمی سال ۴۰-۱۴۳۹ھ

جامعہ دارالعلوم کراچی

نام درجہ/مرحلہ	تاریخ	دن	محل امتحان
تخصص فی الافتاء	۱۷شوال (۲جولائی)	پیر	شعبہ تخصص فی الافتاء
تخصص فی القراآت	۱۳شوال (۲۸جون)	جمعرات	شعبہ تخصص فی القراآت
تخصص فی الدعوۃ والارشاد	۱۶شوال (یکم جولائی)	اتوار	شعبہ تخصص فی الدعوۃ والارشاد
تجوید للعلماء	۱۳شوال (۲۸جون)	جمعرات	شعبہ تخصص فی القراآت
دورۂ حدیث	۱۲شوال (۲۷جون)	بدھ	مرکزی ہال جامع مسجد
سابعہ	۱۱شوال (۲۶جون)	منگل	جنوبی بالائی برآمدہ مسجد
سادسہ	۱۱شوال (۲۶جون)	منگل	زمینی برآمدہ مسجد (شمالی جنوبی)
خامسہ	۱۱شوال (۲۶جون)	منگل	// //
رابعہ	۱۳شوال (۲۸جون)	جمعرات	شمالی بالائی برآمدہ مسجد
ثالثہ	۱۱شوال (۲۶جون)	منگل	// //
ثانیہ	۱۱شوال (۲۶جون)	منگل	// //
اولیٰ	۱۱شوال (۲۶جون)	منگل	وسطی بالائی برآمدہ مسجد
متوسطہ سال سوم تا پنجم	۱۱شوال (۲۶جون)	منگل	وسطی بالائی برآمدہ مسجد
اعدادیہ سال اول و دوم	۱۱شوال (۲۶جون)	منگل	زمینی برآمدہ مسجد
دراسات دینیہ	۱۶شوال (یکم جولائی)	اتوار	بالائی برآمدہ مسجد

(۱)......مذکورہ بالا تمام درجوں میں داخلہ کارروائی کا آغاز ان شاء اللہ تعالیٰ بروز ہفتہ ۸شوال ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۳جون ۲۰۱۸ء سے ہوگا، داخلہ کمیٹی کے پاس اپنا فارم داخلہ جمع کرانے والے امیدوار ہی اس امتحانِ داخلہ میں شرکت کے اہل ہوں گے اور ہر درجہ میں جدید داخلہ حسب گنجائش کیا جائے گا۔

(۲)......ہر امتحان مقررہ تاریخ کو صبح ساڑھے آٹھ (8:30) بجے شروع ہوگا۔ امتحان کا دورانیہ چار گھنٹے کا ہوگا۔

(۳)......شرکاء امتحان اپنے شناختی کارڈ ساتھ لائیں اور وقت کی پابندی کے ساتھ شریک امتحان ہوں۔

(۴)......قدیم طلبہ داخلہ کارروائی کی تکمیل کے لئے ۱۰شوال ۱۴۳۹ھ تک حاضر ہو جائیں۔

(۵)......درجۂ حفظ القرآن میں اس سال صرف حفظ و ناظرہ کے لئے داخلہ کی گنجائش ہے اور اس کی کارروائی بروز اتوار ۹شوال ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۴جون ۲۰۱۸ء کو کی جائے گی۔

وضاحت: ان شاء اللہ تعالیٰ جامعہ دارالعلوم کراچی کے شعبۂ درس نظامی میں آغازِ تعلیم ۱۹شوال ۱۴۳۹ھ مطابق ۴جولائی ۲۰۱۸ء کو متوقع ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم

توضیح القرآن

آسان ترجمۂ قرآن

{...... اٰیاتھا ۱۲۰	سورۃ المائدۃ	...... رکوعاتھا ۱۶ ......}

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ۖ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ۖ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَ عَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ

وہ دن یاد کرو جب اللہ تمام رسولوں کو جمع کرے گا، اور کہے گا کہ "تمہیں کیا جواب دیا گیا تھا؟" وہ کہیں گے کہ "ہمیں کچھ علم نہیں، پوشیدہ باتوں کا تمام تر علم تو آپ ہی کے پاس ہے [1]۔" (۱۰۹) (یہ

(۱) قرآن کریم کا یہ خاص طریقہ ہے کہ جب وہ اپنے اَحکام بیان فرماتا ہے تو اس کے ساتھ آخرت کا کوئی ذکر یا پچھلی اُمتوں کی فرماں برداری یا نافرمانی کا بھی ذکر فرماتا ہے، تاکہ ان اَحکام پر عمل کرنے کے لئے آخرت کی فکر پیدا ہو، چنانچہ وصیت کے مذکورہ بالا اَحکام کے بعد اب آخرت کے کچھ مناظر بیان فرمائے گئے ہیں، اور چونکہ کچھ پہلے عیسائیوں کے غلط عقائد کا تذکرہ تھا، اس لئے خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے آخرت میں جو مکالمہ ہوگا اس کا خاص طور پر ذکر فرمایا گیا ہے۔ اور شروع کی اس آیت میں تمام پیغمبروں سے اس سوال کا ذکر ہے کہ ان کی اُمتوں نے ان کی دعوت کا کیا جواب دیا تھا؟ اس کے جواب میں انہوں نے اپنی لاعلمی کا جو اِظہار کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم دُنیا میں تو لوگوں کے ظاہری بیانات پر ہی فیصلہ کرنے کے مجاز تھے، لہٰذا جس کسی نے ایمان کا دعویٰ کیا ہم نے اسے معتبر سمجھ لیا، لیکن یہ معلوم کرنے کا ہمارے پاس کوئی راستہ نہیں تھا کہ اس کے دِل میں کیا ہے؟ آج جبکہ فیصلہ دِلوں کے حال کے مطابق ہونے والا ہے، ہم یقین کے ساتھ کسی کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتے، کیونکہ دِلوں کا پوشیدہ حال تو صرف آپ ہی جانتے ہیں۔ البتہ جب لوگوں کے ظاہری ردِّ عمل ہی کے بارے میں انبیائے کرام سے گواہی لی جائے گی تو وہ ان کے ظاہری اعمال کی گواہی دیں گے، جس کا ذکر سورۂ نساء (۴۱:۴) اور سورۂ نحل (۸۹:۱۶) وغیرہ میں آیا ہے۔

اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۗ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَ كَهْلًا ۚ وَ اِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَ اِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَ اِذْ كَفَفْتُ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۰﴾ وَ اِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَ بِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْۤا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ۗ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾

واقعہ اس دن ہوگا) جب اللہ کہے گا: "اے عیسیٰ ابن مریم! میرا انعام یاد کرو جو میں نے تم پر اور تمہاری والدہ پر کیا تھا، جب میں نے روح القدس کے ذریعے تمہاری مدد کی تھی۔ (۱) تم لوگوں سے گہوارے میں بھی بات کرتے تھے، اور بڑی عمر میں بھی۔ اور جب میں نے تمہیں کتاب وحکمت اور تورات وانجیل کی تعلیم دی تھی، اور جب تم میرے حکم سے گارا لے کر اس سے پرندے کی جیسی شکل بناتے تھے، پھر اس میں پھونک مارتے تھے تو وہ میرے حکم سے (سچ مچ کا) پرندہ بن جاتا تھا، اور تم مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو میرے حکم سے اچھا کر دیتے تھے، اور جب تم میرے حکم سے مُردوں کو (زندہ) نکال کھڑا کرتے تھے، اور جب میں نے بنی اسرائیل کو اُس وقت تم سے دُور رکھا جب تم ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تھے، اور ان میں سے جو کافر تھے انہوں نے کہا تھا کہ یہ کھلے جادو کے سوا کچھ نہیں۔" (۱۱۰) جب میں نے حواریوں کے دل میں یہ بات ڈالی کہ: "تم مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ،" تو انہوں نے کہا: "ہم ایمان لے آئے، اور آپ گواہ رہئے کہ ہم فرماں بردار ہیں۔" (۱۱۱) (اور ان کے اس واقعے کا بھی ذکر سنو) جب حواریوں نے کہا تھا کہ: "اے عیسیٰ ابن مریم! کیا آپ کا پروردگار ایسا کر سکتا ہے کہ ہم پر آسمان سے (کھانے کا) ایک خوان اُتارے؟" عیسیٰ نے کہا: "اللہ سے ڈرو، اگر تم مؤمن (۲) ہو۔" (۱۱۲)

(۱) تشریح کے لئے دیکھئے سورۂ بقرہ (۲:۸۷)۔

(۲) یعنی ایک مؤمن کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے معجزات کی فرمائش کرے، کیونکہ ایسی فرمائشیں تو عام طور پر کافر لوگ کرتے رہے ہیں۔ البتہ جب انہوں نے یہ وضاحت کی کہ خدانخواستہ اس فرمائش کا منشأ ایمان کا فقدان نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو دیکھ کر مکمل اطمینان کا حصول اور ادائے شکر ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دُعا فرمادی۔

قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَ تَطْمَىِٕنَّ قُلُوْبُنَا وَ نَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ۝ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَاۤ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآىِٕدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَ اٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ۝ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْۤ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّاۤ اُعَذِّبُهٗۤ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ۝

انہوں نے کہا: "ہم چاہتے ہیں کہ اس خوان سے کھانا کھائیں، اور اس کے ذریعے ہمارے دِل پوری طرح مطمئن ہوجائیں، اور ہمیں (پہلے سے زیادہ یقین کے ساتھ) یہ معلوم ہوجائے کہ آپ نے ہم سے جو کچھ کہا ہے وہ سچ ہے، اور ہم اس پر گواہی دینے والوں میں شامل ہوجائیں۔" (۱۱۳) (چنانچہ) عیسیٰ ابن مریم نے درخواست کی کہ: "یا اللہ! ہم پر آسمان سے ایک خوان اُتار دیجئے جو ہمارے لئے اور ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لئے ایک خوشی کا موقع بن جائے، اور آپ کی طرف سے ایک نشانی ہو۔ اور ہمیں یہ نعمت عطا فرما ہی دیجئے، اور آپ سب سے بہتر عطا فرمانے والے ہیں۔" (۱۱۴) اللہ نے کہا کہ: "میں بیشک تم پر وہ خوان اُتار دُوں گا، لیکن اس کے بعد تم میں سے جو شخص بھی کفر کرے گا اس کو میں ایسی سزا دُوں گا جو دُنیا جہان کے کسی بھی شخص کو نہیں دُوں گا۔ (۱)" (۱۱۵)

---

(۱) قرآنِ کریم نے یہ بیان نہیں فرمایا کہ پھر وہ خوان آسمان سے اُترا یا نہیں۔ جامع ترمذی کی ایک روایت میں حضرت عمار بن یاسرؓ کا یہ قول مروی ہے کہ خوان اُترا تھا، پھر جن لوگوں نے نافرمانی کی وہ دُنیا ہی میں عذاب کے شکار ہوئے۔ (جامع ترمذی، کتاب التفسیر حدیث نمبر ۳۰۶۱) واللہ اعلم۔

☆☆☆

ہوٹل پر دستیاب ہے۔	آرڈر پر تیار کیے جانے والے کھانے
بہاری کباب -/200 روپے پلیٹ	زعفران بریانی + بمبئی بریانی + سندھی بریانی + چکن تکہ بریانی
گولہ کباب -/150 روپے پلیٹ	یخنی پلاؤ + افغانی پلاؤ + بخاری چاول + چکن مٹن مندی
بہاری چکن -/180 روپے تکہ	زعفرانی بادامی قورمہ + تکہ کڑائی + Live کڑائی + وغیرہ
ملائی بوٹی -/200 روپے پلیٹ	افغانی کڑائی + مغلیہ کڑائی + جنگی کڑائی + کشمیری کڑائی
ریشم کباب -/150 روپے پلیٹ	چکن مٹن اسٹو + گرین کڑائی + شملہ کڑائی + چکن ہانڈی
پراٹھہ -/30 روپے عدد	سالم بکرا + سالم مٹن ران + بٹیر + خرگوش + سالم چکن
چپاتی -/10 روپے عدد	بہاری چکن + گولہ کباب + دھاگہ کباب + فرائی کباب + گرین تکہ
	ملائی تکہ + لبنانی بوٹی + لبنانی تکہ + چندن کباب + ریشم کباب
	دودھ دلاری + ربڑی کھیر + آئسکریم + چیری کریم اور بہت کچھ

شادی بیاہ و دیگر ہر قسم کی تقریبات کے لئے ہر قسم کے کھانے تیار کیے جاتے ہیں۔

ہر قسم کی کمپنیوں کے لنچ اور ہر قسم انڈسٹریل کچن کے کھانوں کا انتظام ہے
ملٹی نیشنل اور نیشنل کمپنی کے لیبر کے کھانوں کے لیے رابطہ کریں

Imtiaz Hussain Ansari

0333-9233940 / 0315-2026456

f /nizamuddinansari

Bus Stop # 02, Opp, Baloch Masjid, Liaquatabad, Karachi.

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم
نائب رئیس ——— جامعہ دارالعلوم کراچی

یادیں

(نویں قسط)

ابتدائی تعلیم

ہمارے گھر کی قریبی مسجد باب الاسلام تھی، حضرت والد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، اُسی میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ اُس میں امدادالعلوم کے نام سے ایک چھوٹا سا مدرسہ قائم تھا، لیکن وہ ایک مکتب کی شکل میں تھا۔ حضرت والد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، نے وہاں کچھ عربی اور فارسی کی تعلیم کے لئے کچھ اساتذہ کو جمع کیا جن میں حضرت مولانا فضل محمد صاحب سواتی، رحمۃ اللہ علیہ، سب سے بڑے استاذ تھے۔ (یہ وہی بزرگ ہیں جو پہلے دارالعلوم، پھر بنوری ٹاؤن میں اور اُس کے بعد سوات میں ایک اپنے قائم کئے ہوئے مدرسے میں فرائض تدریس انجام دیتے رہے، اور ان کا قدرے مفصل تذکرہ میں نے نقوش رفتگاں میں کیا ہے) ان کے علاوہ حضرت مولانا نور احمد صاحبؒ اور حضرت مولانا امیر الزماں کشمیری صاحب، رحمۃ اللہ علیہما، خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت والد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، نے مسجد کے مرکزی دروازے کی چھت پر ایک کمرہ بنوا کر اُس میں دارالافتاء قائم فرمادیا تھا، کیونکہ پاکستان منتقل ہونے کے بعد حضرت والد صاحبؒ کے پاس استفتاء تو مسلسل آتے تھے، لیکن نہ انہیں نقل کرنے کا کوئی انتظام تھا، نہ محفوظ رکھنے کا۔ حضرت والد صاحبؒ خود ہی ڈاک وصول کرنے اور روانہ کرنے کے کام انجام دیتے تھے۔ اب اس دارالافتاء میں فتویٰ نویسی، فتاویٰ کو نقل کرنے اور مستفتیوں سے رابطہ رکھنے کا ایک باقاعدہ نظم قائم ہوگیا، اور اُس میں ایک بزرگ جن کا اسم گرامی اب مجھے یاد کرنے سے بھی یاد نہیں آرہا ہے، نقل فتاویٰ کیلئے مقرر فرمالئے گئے۔

اُس وقت حضرت والد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، پاکستان کی دستور ساز اسمبلی کے ساتھ ملحق ادارے "بورڈ تعلیمات اسلامیہ" کے رکن بھی تھے۔ میں "حمد باری" جیبی لائن میں پڑھ چکا تھا۔ حضرت والد صاحبؒ نے مجھے فارسی کی کتاب "گلزار دبستاں" شروع کروائی، اور مجھے اُس کتاب کا تھوڑا سا سبق دیکر اپنے ساتھ

اسمبلی لے جاتے، اور میں وہاں بیٹھ کر سبق یاد کرتا رہتا، پھر حضرت والد صاحبؒ وہ سبق سنتے تھے۔ میرے ساتھ حضرت والد صاحبؒ کا معاملہ بڑی ہی شفقت کا رہا، لیکن صرف ایک دن انہوں نے مجھے ایک طمانچہ مارا۔ گلزار دبستاں میں ایک جگہ بندر کا فارسی لفظ "بوزینہ" آیا ہے۔ میں اُسے بار بار "بوزنہ" پڑھتا تھا۔ حضرت والد صاحبؒ نے کئی بار سمجھایا کہ یہ لفظ "بوزنہ" نہیں بلکہ "بوزینہ" ہے۔ مگر نہ جانے کیوں میری زبان پر "بوزنہ" ہی چڑھا ہوا تھا، اور بار بار کی تنبیہ کے باوجود جب وہ لفظ آتا تو میں "بوزنہ" ہی پڑھتا تھا۔ اس پر ایک دن انہوں نے مجھے ایک طمانچہ مارا، اور دماغ درست ہوگیا۔ پھر کبھی اس لفظ کے تلفظ میں یہ غلطی نہیں کی۔ اُس کے بعد انہوں نے مجھے ایک مرتبہ اور مارا تھا، اور وہ نماز فجر کے لئے بیدار نہ ہونے پر۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے درجات میں پیہم ترقی عطا فرمائیں۔ ان دو واقعات کے علاوہ انہوں نے مجھے کبھی نہیں مارا۔

جب مسجد باب الاسلام میں باقاعدہ تعلیم شروع ہوگئی، تو انہوں نے مجھے حضرت مولانا فضل محمد صاحب سواتی، رحمۃ اللہ علیہ، کے سپرد فرمادیا۔ حضرت مولانا فضل محمد صاحبؒ بڑے فاضل بزرگ تھے، اور ان کی شخصیت بڑی بارعب تھی۔ میں تو اپنی بے قاعدہ تعلیم کے دوران "گلزار دبستاں" ہی میں اٹکا ہوا تھا، لیکن کچھ طلبہ اوپر کی جماعت کے بھی آگئے تھے، جن میں مولانا اشرف علی صاحب لاہوری مدظلہم اور مولانا محمد اسماعیل بلخی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ حضرت مولانا فضل محمد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، نے ان کو گلستاں، بوستاں، احسن القواعد وغیرہ کا درس دینا شروع کردیا، اور مجھے بھی کبھی کبھی سبق دیدیتے تھے، اور ساتھ ہی انہوں نے خوشخطی سکھانے کے لئے مجھے اُن بزرگ کے حوالے کردیا جو دارالافتاء میں نقل فتاویٰ کی خدمت انجام دیتے تھے۔ شام کے وقت حضرت مولانا فضل محمد صاحب، قدس سرہ، یہ دیکھا کرتے تھے کہ واقعۃً میں نے کچھ پڑھا بھی ہے یا نہیں۔ ان کی بارعب شخصیت سے مجھے اُس وقت ویسے ہی ڈر لگتا تھا، شام کے وقت اُن کے محاسبے کی فکر سارے دن رہا کرتی تھی۔

اسی وقت کا ایک لطیفہ یاد آیا کہ میں تو ابتدائی فارسی پڑھا کرتا تھا، اور وہ بھی بے قاعدہ، لیکن دارالافتاء کے وہ بزرگ جو مجھے خوشخطی سکھاتے تھے، کسی کسی طالب علم کو عربی بھی پڑھا دیا کرتے تھے۔ میں عربی عبارتوں میں یہ دیکھا کرتا تھا کہ اُن میں "إنّ" کا لفظ بہت کثرت سے آتا ہے، ایک دن میں نے اپنے اُن خوشخطی کے

استاذ سے پوچھا کہ "اِنّ" کے کیا معنیٰ ہیں؟ انہوں نے فرمایا: "تحقیق"۔ میرے پلّے کچھ نہ پڑا، تو اُس وقت میرے دل پر یہ تاثر قائم ہوا کہ عربی اتنی مشکل زبان ہے کہ اُس کا ترجمہ بھی کردو تب بھی سمجھ میں نہیں آتی۔

میرے بڑے بھائی حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب، مدظلہم، اسی مدرسے میں جناب قاری فخر الدین صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، کے پاس حفظ قرآن کریم کی تکمیل کررہے تھے۔ جب ان کے حفظ کی تکمیل ہوگئی، تو ان کو بھی فارسی پڑھنی تھی۔ کچھ دن بعد حضرت مولانا امیر الزماں کشمیری صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، بھی تشریف لے آئے اور انہیں بھی اس مدرسے میں استاذ مقرر کردیا گیا، اور ہم دونوں نے کچھ اور ساتھیوں کے ساتھ باقاعدہ رہبر فارسی، تیسیر المبتدی وغیرہ ان سے پڑھنی شروع کردی۔ کوئی باقاعدہ درسگاہ تو تھی نہیں، اور مسجد میں تنخواہ لے کر پڑھانا شرعی اعتبار سے مناسب نہیں تھا، اس لئے حضرت مولانا، رحمۃ اللہ علیہ، ہمیں مسجد کے وضو خانے میں پڑھایا کرتے تھے۔ یہ پہلا موقع تھا کہ میں نے باقاعدہ طالب علم کی حیثیت سے پڑھائی شروع کی تھی، اور اللہ تعالیٰ حضرت مولانا امیر الزماں کشمیری صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، کو جنت میں اعلیٰ درجات عطا فرمائیں، انہوں نے انتہائی محبت اور شفقت سے ہمیں پڑھایا۔ وہ ایک مجاہد آدمی تھے اور ۱۹۴۸ء کے جہاد کشمیر میں اور اس کے بعد حیدرآباد دکن کے پولیس ایکشن کے دوران انہوں نے بذات خود جہاد میں حصہ لیا تھا جس کے واقعات وہ بڑے ذوق وشوق سے سنایا کرتے تھے۔ جہاد کا جذبہ ان کی رگ وپے میں سرایت کئے ہوئے تھا، اور ان کی صحبت میں ہمارے دل میں بھی جہاد کا ذوق وشوق پیدا ہوا، اور یہ دعا میری روزمرہ کی دعاؤں میں شامل ہوگئی کہ: "یا اللہ! ایک مجاہد کی زندگی اور ایک شہید کی موت عطا فرما۔"

دار العلوم کراچی کا قیام

حضرت والد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، کے دل ودماغ پر کراچی آنے کے بعد یہ فکر شب وروز مسلط تھی کہ دینی تعلیم کے بڑے بڑے مراکز ہندوستان میں رہ گئے ہیں، اور جو علاقے پاکستان کے حصے میں آئے ہیں، اُن میں دینی مدارس کی تعداد بھی کم ہے، اور ان کا معیار تعلیم بھی کمزور۔ خاص طور پر کراچی میں کوئی بڑا مدرسہ نہیں تھا۔ کراچی کے ایک اندرونی محلے کھڈہ میں مظہر العلوم کے نام سے ایک واحد مدرسہ تھا جس میں دورۂ حدیث تک تعلیم ہوتی تھی، لیکن وہ شہر کی ضروریات کیلئے ناکافی تھا، اس لئے حضرت والد صاحبؒ اس فکر میں تھے کہ یہاں کوئی معیاری مدرسہ قائم ہو۔ اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ محلہ نانک واڑہ میں سکھوں کا ایک اسکول تھا

جو سکھوں کے رخصت ہوجانے کے بعد سے ویران پڑا ہوا تھا۔ وہ تعلیمی مقاصد کے لئے حضرت والد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، کو حکومت کی طرف سے مل گیا۔ حضرت والد صاحبؒ نے حضرت مولانا نور احمد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، کے ساتھ مل کر اس عمارت کی صفائی کی، اور اللہ تعالیٰ کے نام پر وہاں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر کے دارالعلوم کی بنیاد ڈالی۔ اور ۱۱؍شوال ۱۳۷۱ھ مطابق ۳؍جولائی ۱۹۵۲ء کو دارالعلوم نے ایک منظم ادارے کی شکل میں کام کرنا شروع کیا۔ دارالعلوم کے پہلے سال تعلیم صرف مشکوۃ شریف کی حد تک تھی، دورۂ حدیث اُس سال نہیں تھا، اور مشکوۃ کا درس خود حضرت والد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، دیا کرتے تھے۔

رمضان المبارک ۱۳۷۱ھ میں برادر محترم حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب، مدظلہم، نے حفظ کی تکمیل کر کے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے رمضان ۱۳۷۱ھ (مطابق جون ۱۹۵۲ء) میں پہلی محراب مسجد باب الاسلام ہی میں حضرت والد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، کے قائم کردہ دارالافتاء میں سنائی، اور عید کے بعد دارالعلوم کا قیام عمل میں آیا۔

دارالعلوم کراچی کو اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز عطا فرمایا کہ وہ پاکستان بننے کے بعد پورے سندھ میں پہلا معیاری دینی مدرسہ تھا، بلکہ پورے پاکستان میں بھی چند گنے چنے ادارے ہی اُس وقت موجود تھے۔ اس لئے وہ بہت سے اُن علماء کرام کی علمی خدمات کا نقطۂ آغاز بنا جو ملک کے عظیم دینی رہنما ثابت ہوئے۔ مثلاً حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب، رحمۃ اللہ علیہ (جن کو علماء کرام نے حضرت والد صاحبؒ اور حضرت مولانا مفتی محمود صاحب، رحمۃ اللہ علیہما، کے بعد مفتی اعظم پاکستان کا خطاب دیا) کسی دینی ادارے کی عدم موجودگی کی وجہ سے اُس وقت ایک برنس روڈ کے ایک ثانوی اسکول (میٹرو پولس اسکول) میں دینیات کے استاذ تھے۔ وہ دیوبند میں حضرت مولانا نور احمد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ (ناظم اول دارالعلوم کراچی) کے ہم سبق رہ چکے تھے۔ حضرت مولانا نور احمد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، اُن کو اسکول سے اُٹھا کر دارالعلوم لے کر آئے، اور یہاں سے انہوں نے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا۔ اسی طرح حضرت مولانا سحبان محمود صاحب، رحمۃ اللہ علیہ (جو بعد میں دارالعلوم کے شیخ الحدیث اور ناظم بنے) اُس وقت علوم شرقیہ کی ایک درسگاہ "دانش کدہ" میں اردو ادب پڑھایا کرتے تھے، جو برنس روڈ پر ہمارے مکان کے قریب ہی واقع تھی۔ میرے بھانجے اور دوست مولانا حکیم مشرف حسین صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، اُن دنوں "ادیب اردو" کے امتحان کی تیاری کر رہے تھے، وہ

"دانش کدہ" میں پڑھا کرتے تھے۔ایک دن میں اُن کے ساتھ "دانش کدہ" گیا تو حضرت مولانا سحبان محمود صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، اس وقت شاعرِ مشرق ڈاکٹر اقبال مرحوم کا "شکوہ جواب شکوہ" پڑھا رہے تھے، اور اُن کی زبان سے اُس وقت کا سنا ہوا یہ شعر ابھی تک میرے کانوں میں گونج رہا ہے:

نالے بلبل کے سنوں، اور ہمہ تن گوش رہوں
ہمنوا! میں بھی کوئی گُل ہوں کہ خاموش رہوں

دارالعلوم کے قیام کے بعد حضرت مولانا نوراحمد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، اُنہیں دارالعلوم لے کر آئے، اور یہیں سے اُن کی تدریسی زندگی کا آغاز ہوا۔ حضرت مولانا فضل محمد صاحب سواتیؒ اور حضرت مولانا امیر الزماں کشمیری، رحمۃ اللہ علیہما، کی تدریسی زندگی کا آغاز اگرچہ مسجد باب الاسلام ہی میں ہو چکا تھا، لیکن جیسا کہ پیچھے عرض کر چکا ہوں، وہ کوئی باقاعدہ مدرسہ نہیں تھا، اس لئے اُن کی باقاعدہ تدریسی خدمات دارالعلوم ہی سے شروع ہوئیں۔ حضرت مولانا مظہر بقا صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، جو بعد میں مفتی بنے، اور آخر میں جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ کے اصول فقہ کے استاذ قرار پائے، وہ خود اپنے قول کے مطابق ایک آزاد منش بزرگ تھے، اور مدرسوں کی زندگی سے اُن کا کوئی تعلق نہیں تھا، لیکن حضرت والد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، سے ملاقات کے بعد اُن کی زندگی سراسر بدل گئی جس کے واقعات وہ بڑے مزے لے لیکر سنایا کرتے تھے، اور اپنی سرگزشت میں انہوں نے لکھے بھی ہیں۔ حضرت والد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، نے اُن میں ایک جوہر قابل دیکھا، تو انہیں دارالعلوم میں تدریسی خدمات سونپ دیں، اور شروع میں ناقل فتاویٰ کے طور پر اور بعد میں افتاء کی تربیت دے کر باقاعدہ نائب مفتی کی حیثیت میں اُن کا تقرر فرمایا۔ حضرت مولانا قاری رعایت اللہ صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، نے بھی پاکستان میں اپنی تدریسی زندگی کا آغاز یہیں سے کیا۔ حضرت مولانا عبید الحق صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، جو بعد میں بنگال کے علماء کے سرخیل قرار پائے، ان کو بھی حضرت والد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، نے دارالعلوم میں دعوت دے کر ان کی تدریسی خدمات حاصل فرمائیں۔ اور یہیں سے ان کے علم و فضل کا چرچا شروع ہوا۔ حضرت مولانا منتخب الحق صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، بھی دارالعلوم میں تدریس کی خدمت انجام دیتے رہے، اور بعد میں کراچی یونیورسٹی کے شعبۂ اسلامیات کے صدر بنے۔ حضرت مولانا محمد متین خطیب صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، بھی لاہور سے منتقل ہو کر دارالعلوم تشریف لائے، اور یہاں تفسیر جلالین کا درس شروع کیا، اور بعد میں

نائب ناظم کے فرائض بھی ان کے سپرد ہوئے۔اسی وجہ سے حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، دارالعلوم کراچی کوعلماء کرام کی ماں کہا کرتے تھے۔

کچھ ہی عرصے میں دارالعلوم کی طرف طلبہ کا رجوع اتنا بڑھا کہ طلبہ کی رہائش گاہوں اور درسگاہوں کاالگ الگ کرنا ممکن نہیں تھا۔چنانچہ دن کے وقت کمروں میں اس طرح درس ہوتا تھا کہ طلبہ کے بستر دیوار کے چاروں طرف لپٹے رکھے رہتے تھے،اوررات کو وہی کمرہ بستروں سے اس طرح بھرا ہوا ہوتا کہ بیچ میں چلنے کی جگہ بھی نہیں ہوتی تھی۔

جب میں نے دارالعلوم میں پڑھنا شروع کیا، اُس وقت مجھے ابھی فارسی پڑھنی تھی، اور میری عمر اُس وقت نو سال تھی، برادرمحترم حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم نے چونکہ حفظ کیا تھا، اور میں حفظ سے محروم رہا، اس لئے فارسی کے درجے سے ہم دونوں تعلیم میں ساتھ ہوگئے تھے۔اُس وقت حضرت مولانا بدیع الزمان صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، انّی کے مشہور مدرسے سے فارغ ہوکر تشریف لائے تھے، اور ہماری تمام کتابیں اُنہی کے سپرد تھیں۔رسالہ نادر، پندنامہ، انشاء فارغ، گلستاں، بوستاں، احسن القواعد یہ ساری کتابیں ہم نے حضرت مولاناؒ سے پڑھیں، اور بھائی صاحب مدظلہم کی ایک ڈائری میں ۱۰ر محرم ۱۳۷۲ھ مطابق یکم اکتوبر ۱۹۵۲ء کی تاریخ میں یہ جملہ لکھا ہوا ہے کہ: "آج مدرسہ عربیہ دارالعلوم میں حضرت مولانا بدیع الزمان صاحب کے پاس گلستاں شروع ہوئی۔" اس کے ساتھ وہ ہمیں فارسی نثر نگاری کی تربیت بھی دیا کرتے تھے۔اللہ تعالیٰ اُن کے درجات میں پیہم ترقی عطا فرمائیں کہ انہوں نے بڑی محبت اور شفقت سے ہمیں پڑھایا اور فارسی سے اتنی مناسبت پیدا فرمادی کہ اُس کی نظم ونثر سمجھنے کی استعداد الحمدللہ پیدا ہوگئی۔اُس سال میرے سالانہ امتحان کا نتیجہ دارالعلوم کی پہلی روداد میں چھپا ہوا موجود ہے، اور چونکہ میں آٹھ سال کی عمر میں والدین کے ساتھ حج کرنے کی سعادت حاصل کرچکا تھا، اس لئے میرے کئی اساتذہ مجھے پیار سے "حاجی جی" کہکر پکارتے تھے۔(بلکہ حضرت مولانا سحبان محمود صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، میری شرارتوں کی وجہ سے مجھے اسی قافیے میں "پاجی" کہکر پکارتے تھے، اوراس بے تکلفی پر مجھے بڑی خوشی ہوتی تھی۔) چنانچہ روداد میں بھی میرا نام "حاجی محمد تقی" چھپا ہوا ہے۔اُن دنوں دارالعلوم دیوبند کے قدیم طریقے کے مطابق ایک کتاب کے کل نمبر پچاس ہوا کرتے تھے۔جو طالب علم ۴۸ تک نمبر حاصل کرتا، اُسے درجۂ اولیٰ میں کامیاب سمجھا جاتا تھا، ۴۷

سے ۴۵ تک درجۂ ثانیہ کے نمبر تھے، اور ۴۴ سے ۴۰ تک ادنیٰ درجے کے۔ اسکے بعد ۳۵ تک، اس حد تک کامیاب سمجھا جاتا تھا کہ عموماً اُسے اگلے درجے میں ترقی مل جاتی تھی۔ ۳۵ سے نیچے نمبر ہوں تو اُسے ناکام سمجھا جاتا تھا۔ یہ روایت بھی تھی کہ اگرچہ کل نمبر ۵۰ ہوتے تھے، لیکن جس طالب علم نے بہت امتیازی طور پر اچھا امتحان دیا ہو، اُسے پچاس کے اوپر بھی نمبر دیدیئے جاتے تھے۔ چنانچہ اچھے طلبہ کو ۵۱ یا ۵۲ نمبر بھی مل جاتے تھے۔ اس ترتیب کے مطابق میرا نتیجہ یہ تھا:

گلستان: ۵۱ بوستاں: ۴۵ احسن القواعد: ۵۰ انشائے فارغ: ۵۱ حساب: ۵۰ خوشنویسی: ۴۰ ترجمتین: ۴۸ مالابدمنہ: ۴۹ جمال القرآن: ۵۱ قراءۃ: ۴۹

عربی تعلیم کا آغاز

اگلے سال یعنی شوال ۱۳۷۲ھ مطابق جولائی ۱۹۵۳ء میں ہماری عربی تعلیم کا آغاز ہوا جبکہ میری عمر دس سال ہو چکی تھی، اور "عربی کا معلم" کے سوا ہماری تمام کتابیں حضرت مولانا سحبان محمود صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، کے پاس تھیں۔ چنانچہ صَرف میں ہم نے اُس سال یکے بعد دیگرے میزان ومنشعب، پنج گنج اور علم الصیغہ، نحو میں "نحو میر"، "شرح مائۃ عامل" اور "ہدایۃ النحو"، ادب میں حضرت مولانا سید سلیمان ندوی صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، کی "دروس الادب" اور اُس کے بعد "مفید الطالبین" حضرتؒ ہی سے پڑھیں۔ البتہ "عربی کا معلم" حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، سے پڑھا۔ حضرت مفتی صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، کو عربی ادب سے خصوصی مناسبت تھی، اس لئے انہوں نے ہمیں بڑے ذوق وشوق سے عربی لکھنے کی مشق کرائی۔ اپنی کم سنی کی وجہ سے نحو وصرف کے قدرے دقیق مسائل پر گرفت تو پوری نہ ہوسکی، لیکن لکھنے کا شوق شروع سے تھا، اس لئے لکھنے کی مشقوں میں اکثر میں کامیاب رہتا تھا، اگرچہ میرا خط بہت خراب تھا، جس میں کافی عرصے بعد بہتری آئی۔ اساتذۂ کرام میری عمر کے لحاظ سے میرے اس تھوڑے کو بھی زیادہ جان کر محبت اور ہمت افزائی کا معاملہ فرماتے تھے۔ تکرار کرانے میں بھی مجھے اس لئے دقت محسوس ہوتی تھی کہ میری زبان میں روانی نہیں تھی، اور میں بولتے وقت بکثرت اٹکا کرتا تھا۔ چنانچہ عموماً تکرار میرے بڑے بھائی حضرت مولانا مفتی محمد رفیع صاحب کرایا کرتے تھے جن کے انداز گفتگو میں شروع ہی سے ماشاء اللہ بڑی فصاحت تھی۔

حضرت مولانا سحبان محمود صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، ہر ہفتے جمعرات کو ہمارا ہفتہ وار امتحان لیا کرتے تھے، اس لئے تمام ہفتے چوکس ہوکر پڑھنا پڑتا تھا۔ اور یہ انہی کے حسن تدریس کا نتیجہ تھا کہ اُس سال ہم نے اتنی کتابیں پڑھیں کہ آجکل کے لحاظ سے درجۂ اولیٰ اور درجۂ ثانیہ دونوں کی کتابیں ایک ہی سال میں ہوگئیں۔ چنانچہ نحو میر کے ساتھ شرح مائۃ عامل اور ہدایۃ النحو، میزان کے ساتھ پنج گنج اور علم الصیغہ اور دروس الادب اور مفید الطالبین کے ساتھ فقہ کی نور الایضاح بھی ایک ہی سال میں پڑھ لی گئیں۔

حضرتؒ کے پاس ایک لمبی سی چھڑی محض طلبہ کو رعب میں رکھنے کیلئے رہا کرتی تھی جس کے استعمال کی نوبت کم ہی آتی تھی، لیکن کبھی کبھی آ بھی جاتی تھی، اور ایک آدھ مرتبہ مجھے بھی اسکا مورد بننے کی سعادت حاصل ہوئی۔

میری جماعت میں میرا ہم عمر کوئی نہیں تھا، سب مجھ سے بڑے تھے۔ اس لئے درس کے بعد کھیل یا تفریح میں اُن کے ساتھ میرا جوڑ نہیں بیٹھتا تھا۔ چنانچہ غیر نصابی دوستیاں اپنے سے نیچی جماعت کے لوگوں سے رہتی تھیں۔ میرے ہم سبقوں میں میرے بڑے بھائی کے علاوہ مولانا حبیب اللہ مختار صاحب شہید، رحمۃ اللہ علیہ، (سابق مہتمم جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن) کے بڑے بھائی مولانا محمد احمد صاحب مدظلہم تھے (جو آجکل مکہ مکرمہ میں مقیم ہیں)، اور مولانا حبیب اللہ مختار صاحبؒ ہم سے ایک سال پیچھے تھے، میرے بھانجے حکیم مشرف حسین صاحبؒ بھی انہی کے ساتھ تھے، اور قاری محمد اسماعیل میرٹھی صاحبؒ بھی انہی کی جماعت میں تھے۔ پڑھائی سے فارغ ہوکر میں ان کے ساتھ قریبی پارک میں یا دار العلوم کے احاطے کے باہر کچھ دیر کھیل لیا کرتا تھا۔ کبڈی اور گلی ڈنڈے سے لیکر کرکٹ تک ہر کھیل میں یہ دونوں طاق تھے، میں انکا تابع مہمل بنکر ان کے ساتھ لگا ضرور رہتا تھا، لیکن مہارت کسی کھیل میں حاصل نہ کرسکا۔ یوں بھی عصر کے بعد گھر پہنچنے کی جلدی ہوتی تھی، اس لئے کھیل کا وقت ہی بہت کم ملتا تھا۔ البتہ مدرسے کے سامنے جو پارک تھا، اس کے کنارے ایک بڑبوجھے کی دوکان تھی جس میں وہ چنے، مرمرے، مکئی کی کھیلیں وغیرہ بھونتا رہتا تھا، اور اس کی سوندھی سوندھی خوشبو دوپہر کو بھوک میں اور اضافہ کردیتی تھی۔ مجھے روزانہ گھر سے جیب خرچ کے طور پر والدہ ماجدہ ایک آنہ دیا کرتی تھیں، جو اُس وقت کے لحاظ سے ایک بچے کا شوق پورا کرنے کیلئے کافی ہوتا تھا۔ اس پونجی کا آدھا حصہ میں اُس بڑبوجھے سے سوندھی سوندھی مکئی کی کھیلیں یا بھنے ہوئے چنے لینے میں خرچ کرتا، اور باقی پونجی گھر سے

آئے ہوئے کھانے کے بعد کچے امرود، کچے آم، یا بادام کا کھٹا پھل خریدنے میں صرف کرتا تھا۔ اور اسی دوپہر کے وقت میں کچھ کھیل کود بھی ہو جاتا تھا۔

مجھے یاد ہے کہ برنس روڈ کے گھر کے قریب ایک میمن لڑکا یوسف نامی رہتا تھا، اُس نے جب مجھے بتایا کہ اُسے جیب خرچ کے لئے گھر سے چار آنے ملتے ہیں تو میری آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کہ اس کے پاس عیاشی کا اتنا بڑا سامان موجود ہے !

جی ہاں ! آج اس بات پر مجھے بھی ہنسی آتی ہے، اور یقیناً آپ بھی کم از کم مسکرائے ضرور ہوں گے کہ چار آنے کی کیا حقیقت تھی جس پر کوئی رشک کرتا، لیکن آج جس مال و دولت یا زمین جائیداد کو ہم قابل رشک سمجھتے ہیں، اور جس پر لڑائیاں لڑتے اور مقدمہ بازیاں کرتے ہیں، ایک وقت آئے گا جب یہ سب چار آنے سے زیادہ بے حقیقت معلوم ہوں گی، اور اُس وقت ہنسی آئے گی کہ ہم کس چیز سے دل لگائے بیٹھے تھے۔ اُس وقت پتہ چلے گا کہ قرآن کریم نے پہلے ہی جو بات فرمادی تھی وہ کتنی سچی تھی کہ:

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ

دنیوی زندگی کچھ بھی نہیں بس ایک دھوکے کا سامان ہے

بہر حال ! اس طرح میرا یہ عربی کا پہلا سال مکمل ہوا، یہاں تک کہ امتحان سالانہ آگیا۔ چنانچہ اُس سال میرا نتیجہ یہ رہا:

نورالایضاح:۴۹، میزان ومنشعب:۵۱، عربی کا معلم :۴۹، نحو میر :۵۱ ، دروس الادب :۴۹، شرح مائۃ عامل:۴۸، ہدایۃ النحو :۴۵، مفید الطالبین :۵۰ ، پنج گنج:۴۸ ،علم الصیغہ :۵۰، جمال القرآن: ۴۷، تجوید:۵۱ ،حساب :۴۸ ، خوش نویسی:۴۱۔

اگلے سال (یعنی ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۹۵۴ء میں) بھی ہماری تمام کتابیں حضرت مولانا سحبان محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ، کے پاس تھیں۔ چنانچہ کافیہ، نفحۃ العرب، تیسیر المنطق، مرقات اور شرح تہذیب ہم نے حضرتؒ ہی سے پڑھیں، اور حضرتؒ کے دلنشین طرز تدریس سے ہم اس قدر مانوس ہوگئے تھے کہ کسی اور انداز تدریس سے مناسبت نہیں ہو پاتی تھی ۔ چنانچہ پچھلے سال نورالایضاح حضرتؒ سے پڑھنے کے بعد جب اس سال قدوری پڑھنے کا نمبر آیا، تو مدرسے کی کسی ضرورت سے وہ حضرتؒ کے بجائے ایک اور نئے اُستاذ کے سپرد کردی

گئی، لیکن ہماری جماعت کے طلبہ کا جن میں ہم دو بھائیوں کے علاوہ مولانا محمد احمد صاحب مد ظلہم (جو حضرت مولانا حبیب اللہ مختار صاحب شہید، رحمۃ اللہ علیہ، سابق مہتمم جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کے بڑے بھائی تھے) مولانا عبدالرزاق صاحب مراد آبادی مہاجر مدنی، رحمۃ اللہ علیہ، اور متعدد ذہین طلبہ شامل تھے، وہاں دل نہ لگا۔ استادوں کے خلاف درخواستیں دینے کا تو رواج نہیں تھا، لیکن انتظامیہ نے خود کچھ محسوس کر کے وہ کتاب حضرت مولانا امیر الزمان صاحب کشمیری، رحمۃ اللہ علیہ، کے سپرد فرمادی جن سے ہماری مناسبت قدیم تھی اس لئے وہاں سب مطمئن رہے۔

جاری ہے.....

حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی رحمۃ اللہ علیہ کا

اساتذہ وطلبہ سے خطاب

۲۸رشوال المکرم ۱۴۰۵ھ (۱۷رجولائی ۱۹۸۵ء) بدھ کے روز جامعہ دارالعلوم کراچی کے تعلیمی سال کے آغاز اور افتتاحِ بخاری کے موقع پر عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحیؒ صاحب عارفی رحمۃ اللہ علیہ نے طلبہ، اساتذہ اور منتظمین سے اہم خطاب فرمایا تھا جو بیش قیمت نصائح اور دینی مدارس کے لئے بہترین لائحہ عمل پر مشتمل ہے۔ اس لیے یہ خطاب ذیل میں پیش خدمت ہے۔.....(ادارہ)

الحمد للّٰہ رب العلمین والصلوٰۃوالسلام علی سیدالمرسلین وعلی الہ واصحابہ اجمعین.

تمہید: الحمد للّٰہ ثم الحمد للّٰہ! ہماری زندگی کے لئے آج بڑی مبارک ساعت ہے۔ یہ بڑی عظیم سعادت ہے کہ ہم آج دارالعلوم کراچی میں صحیح بخاری شریف کا آغاز کررہے ہیں۔ یا اللہ! درسِ حدیث کی یہ مبارک ساعت جو آپ نے ہمیں عطا فرمائی، جس میں ہم آپ کے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا اور صحیح بخاری شریف کا آغاز کررہے ہیں۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے ایک اعلیٰ مقام عطا فرمایا ہے اور اس کے بڑے فیوض و برکات قیامت تک کے لئے جاری کردیئے ہیں۔ یا اللہ! اس کی برکات کا تمام پڑھنے والوں کو اور پڑھانے والوں کو مورد بنا دیجئے، یا اللہ! شرح صدر فرما دیجئے، یا اللہ! ایسے علوم عطا فرمایئے جو سب کے لیے باعث برکت و منفعت ہوں اور باعثِ سعادت دارین بھی۔ پھر ان علوم کے مطابق توفیقِ عمل بھی عطا فرمادیجئے۔ یا اللہ! ہم دل سے دعا کرتے ہیں، ہماری دعا قبول فرمایئے۔

یا اللہ! آج دارالعلوم کراچی کی تعلیم کا آغاز ہو رہا ہے۔ آپ کی ہزاروں برکتوں کے ساتھ، ہزاروں حفاظتوں کے ساتھ، ہزاروں انعامات کے ساتھ، آپ ہی اعانت ونصرت فرمایئے۔ یا اللہ! ہمارے اساتذہ کے ایمان کو بھی اور ہمارے طالب علموں کے ایمان کو بھی زیادہ سے زیادہ اپنے کلام پاک کے اور اپنے نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم کے کلام مبارک کے انوار وتجلیات سے بہرہ ور ہونے کی توفیق کامل عطا فرمایئے، ہر طرح کی خیر و برکت عطا فرمایئے، ہر طرح کے شر و فتنہ سے محفوظ فرمایئے۔ یا اللہ! خالصۃً اپنی رضا کے لئے توفیق اعمال عطا فرمایئے، ایسے اعمال کی توفیق دیجئے جو آپ کے پسندیدہ ہوں جو آپ کے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہوں۔ یا اللہ! اس پر ہر شخص کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمایئے۔ یا اللہ! دینی تعلیم کی خیر و برکت ہمیشہ پھیلتی رہے، اس کی تذکیر بھی ہوتی رہے۔ یا اللہ! یہ سلسلہ ہر طرح کی توفیق کے ساتھ، اعانت کے ساتھ جاری رہے۔ یا اللہ! اساتذہ کو، طالب علموں کو، منتظمین کو سب کو سعادت عطا فرمایئے، اخلاص نیت عطا فرمایئے۔ یا اللہ! جذبۂ عمل عطا فرمایئے، اپنی رضا مندی کی توفیق عطا فرمایئے۔

میرے لئے یہ خوش نصیبی کی بات ہے اور آپ لوگوں کی محبت ہے کہ باوجود ضعف کے آپ لوگوں کے درمیان حاضر ہونے کی توفیق ہوئی اور یہ سعادت حاصل ہوئی۔ میں آپ لوگوں کے حق میں دعا کرتا ہوں اور اپنے حق میں آپ لوگوں کی دعائیں چاہتا ہوں، میرے دل میں اس دارالعلوم کی عظمت بھی بہت زیادہ ہے اور محبت بھی، مجھے آپ لوگوں سے ایک دلی لگاؤ ہے۔ مجھے بڑی مسرت ہے اور مجھے اس بات سے بڑی تقویت ہے کہ آپ سب حضرات میرا خیال رکھتے ہیں۔ مجھ سے حسنِ ظن رکھتے ہیں، میں آپ لوگوں کے لئے دعائے خیر کرتا ہوں، اور آپ کی محبت کی قدر کرتا ہوں۔

دردِ دل کی چند باتیں: میں آپ سے کیا بات کروں؟ میں صرف چند باتیں دردِ دل کے ساتھ آپ لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ پہلے بھی کئی بار عرض کر چکا ہوں۔ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ آج بھی مجھے توفیق دے کہ میں اخلاص نیت کے ساتھ آپ کے سامنے آپ سب کے فائدے کی باتیں عرض کر سکوں، میں بھی دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے قلوب میں قابلیت اور صلاحیت دے کہ رشد و ہدایت کی باتیں سن کر ان پر عمل کریں۔

دینی درسگاہ معمولی چیز نہیں: دیکھئے ہمیں یہ ایک معمولی بات نظر آتی ہے، اور ایک رسم کی طرح محسوس ہوتی ہے کہ آج دارالعلوم کی تعلیم کا آغاز ہو رہا ہے، تمام خیر و برکات کے ساتھ، تمام نیک توقعات کے ساتھ، مگر درحقیقت یہ معمولی چیز نہیں، دینی درس گاہ معمولی چیز نہیں، یہاں اللہ کے کلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی تبلیغ ہوتی ہے۔ اشاعت ہوتی ہے۔ تعلیم ہوتی ہے۔ یہ ایک بڑا مرکز ہے۔ بڑا بنیادی مرکز ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی تمام خیر و برکات کا ظہور ہوتا ہے۔ دین کی بقا اس سے ہے، دین کی حفاظت اس سے ہے۔ دین

کی تبلیغ اس سے ہے، یہ دارالعلوم معمولی چیز نہیں ہے۔اس کی قدر کرو یہ ایمانی شعائر کا ایسا مرکز ہے کہ جس کی مثال کہیں نہیں۔ دنیا بھر میں جانے کتنی درس گاہیں ہیں۔ جانے کتنے فنون ہیں۔ جانے کتنی رائج الوقت چیزیں ہیں۔لیکن یہ دارالعلوم کی قسمت ہے کہ یہاں پر اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی تعلیم دی جاتی ہے۔یا اللہ! حضرت امام محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو مقامات رفیعہ عطا فرما، درجات عالیہ عطا فرما کہ انہوں نے ہمارے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحیحہ کا خزانہ جمع کر دیا۔یا اللہ! ان کی برکات ایمانی سے ان کے فیضِ روحانی سے، پڑھانے والوں کو، پڑھنے والوں کو قیامت تک سبھی کو فیضیاب وسیراب فرما۔

یا اللہ! اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے جتنی بھی اس کتاب کے اندر برکات ہیں، رحمتیں ہیں، ہمیں سب سے بہرہ ور فرما، طلباء کو بھی، اساتذہ کو بھی اور تمام حاضرین کو بھی۔

خالص نیت تمام عمر کا سرمایہ ہے: آج بخاری شریف کا افتتاح ہو رہا ہے، یہ کتاب بڑی بابرکت کتاب ہے بڑی خیر و برکت والی کتاب ہے، یہ ایمان واسلام کی اساس و بنیاد ہے۔اس کی ابتدا ایسی حدیث شریف سے فرما رہے ہیں جو نیت کے بارے میں ہے، اور نیت خالص ہماری تمام عمر کا سرمایہ ہے۔نیت خالص ایک مومن کے ایمان کا جوہر ہے، یا اللہ! آپ نے جس بابرکت حدیث سے ابتدا کرائی ہے یا اللہ! اس کی اہلیت سب کو عطا فرمایئے ہماری نیتوں میں اخلاص عطا فرمایئے، یا اللہ! اس کے اثرات وثمرات سے محروم نہ فرمایئے۔

دعا کرو کہ یا اللہ! آج جو کام آپ کے نام سے شروع کیا جا رہا ہے اس کو شرف قبولیت عطا فرمایئے، ہماری صلاحیتیں، ہماری استعدادیں سب ناقص ہیں۔لیکن ہماری نیت یہ ہے کہ یا اللہ! ہم آپ کے دین کو حاصل کریں گے۔ہم اہتمام سے یہ نیت کرتے ہیں، یا اللہ! اخلاص نیت کے برکات وثمرات ہمیں عطا فرمایئے۔اس کے ثمرات و برکات سے ہمیں مالا مال فرمایئے، یا اللہ! ہماری حفاظت فرمایئے، ہماری نیتوں کو درست فرما دیجئے۔یا اللہ! جو علم بھی ہم حاصل کریں ہمارا مقصود اصلی آپ کی رضا ہو، ہمارا مقصودِ حیات آپ کی رضائے کاملہ ہو۔

آپ ہمارے خالق ہیں، رزاق ہیں سب ہی کچھ ہیں، ہم آپ کے بندے ہیں، آپ کی مخلوق ہیں، ہم کیسے حق ادا کریں؟ کس طرح حق ادا کر سکتے ہیں؟ ہماری کیا مجال ہے؟ یہ آپ کے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا

صدقہ اور طفیل ہے کہ وہ ہم کو بتا گئے ہیں۔ انہوں نے اپنی عملی زندگی سے، اپنے ارشادات سے ہم پر واضح کردیا ہے کہ ایک بندے کا تعلق اللہ تعالیٰ سے کس طرح ہوسکتا ہے؟ اور وہ تعلق کس طرح صحیح ہوگا احادیث نبوی تعلق مع اللہ پیدا کرنے کے لیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمانیت، ان کی غفاریت، ان کے تمام اسمائے حسنیٰ سے ہمار تعلق جوڑنے اور ان سب سے ہم کو متعارف کرانے کے لئے ہیں۔ ان کے انوار وتجلیات سے ہمارے قلوب کو معمور کرنے کے لئے ہیں۔

اخلاص حاصل کرنے کا طریقہ۔ رجوع الی اللہ

اخلاص نیت کا کیا مطلب ہے؟ اس کا مطلب ہے:

اِنَّ صَلوٰتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.

جو کام ہو اس کی رضا کے لئے ہو، ہمارا ایک ایک لمحہ اتباع نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں گذرے۔ اللہ تعالیٰ سے صحیح تعلق پیدا کرنے کا، ان کی معبودیت ورزاقیت کا حق ادا کرنے کا واحد، مستند ومعتبر طریقہ یہی ہے کہ ہم ان کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کریں۔ آپ کے سامنے احادیث آئیں گی جو ہمارے لئے بڑی سبق آموز ہیں۔ ہماری زندگی کا سرمایہ ہیں۔ یہ حدیثیں ہم کو بتائیں گی کہ ہم اللہ تعالیٰ سے کس طرح تعلق پیدا کرسکتے ہیں؟ اپنا حق عبدیت کس طرح ادا کرسکتے ہیں؟ اس لئے آج بخاری شریف کی پہلی حدیث شریف اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ پڑھتے ہوئے سچے دل سے عہد کرو کہ ہم یہ درس اس نیت سے شروع کررہے ہیں کہ جو کچھ ان احادیث میں فرمایا جائے گا اپنی زندگی کو اس میں ڈھال لیں گے۔ اس کو اپنا جزوِ ایمان بنالیں گے، اس کو اپنی روحانی ترقی کا ذریعہ بنالیں گے، اس نیت سے پہلی حدیث شریف پڑھو۔ خالص نیت شرط ہے۔

جب پڑھنے پڑھانے کے لئے بیٹھا کرو تو پہلے اللہ تعالیٰ سے رجوع کرلیا کرو جیسے آج ابتدا میں رَبِّ یَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ وَتَمِّمْ بِالْخَیْر اور رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْلِیْ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَھُوْا قَوْلِیْ پڑھ لیا۔ اسی طرح رجوع الی اللہ کرلیا کرو اور یوں کہا کرو، یا اللہ! ہماری صلاحیتوں میں نقائص دور فرمادیجئے، ہمارے حالات درست فرمادیجئے۔ ہمیں عقل سلیم عطا فرمایئے، یا اللہ! دین کے مقتضیات پر عمل کی توفیق عطا فرمایئے اور تقاضائے عمل بھی پیدا فرمایئے اور ہمارے اعمال کو نفس وشیطان کے مکائد سے ہمیشہ

بچائے رکھئے۔ ہر روز پہلے یہ دعا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کرلیا کرو۔

تم کلام اللہ کیوں پڑھتے ہو؟ جانتے بھی ہو یہ کیا چیز ہے؟ یا صرف اتنا سمجھنا کافی ہے کہ یہ عربی زبان میں ہے۔ ہم اس کے تراجم پڑھتے ہیں، اس کے مطالب بیان کرتے ہیں۔ اس کا شان نزول بیان کرتے ہیں۔ آداب بیان کرتے ہیں۔ اس لئے پڑھتے ہیں کہ اس کی تفاسیر بیان کریں۔ کیا اتنا سمجھنا کافی ہے؟ بلاشبہ یہ چیزیں بھی بنیادی ہیں، لیکن صرف اتنا ہی کافی نہیں۔ کلام اللہ تو ایک مکمل ضابطہ حیات وممات ہے۔ دنیا کے لئے بھی آخرت کے لئے بھی، یہ بتلاتا ہے، کہ ایک صاحب ایمان کو کس طرح زندگی بسر کرنی چاہئے؟ اس کے اوپر کون کون سے فرائض و واجبات ہیں؟ اور اس کی کون کون سی ذمہ داریاں ہیں؟ سب کا بیان اس کلام اللہ میں ہے، سب سے پہلے عقائد صحیح ہونے چاہئیں جب تک عقائد صحیح نہ ہوں گے توحید صحیح نہیں ہوسکتی آخرت کا یقین نصیب نہ ہوگا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہونی چاہئے۔ جب تک آپ سے محبت نہ ہوگی، ایمان غیر معتبر اور بالکل ناقص ہوگا۔ یہ ایمان کی بنیادی چیزیں ہیں، یہ چیزیں کیسے معلوم ہوں گی؟ کلام اللہ کے پڑھنے سے، احادیث کے پڑھنے سے، یہ آداب یہ طریقے، یہ علم، کلام اللہ اور کلام رسول اللہ ہی سے حاصل ہوں گے۔ غایت حیات ہماری یہی ہے کہ کلام اللہ اور کلامِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا ضابطۂ حیات وممات بنائیں، انسان اشرف المخلوقات ہے، اس کو کس طرح زندگی بسر کرنی چاہئے۔ عالم تعلقات میں کس طرح رہنا چاہئے؟ کیا ضابطہ حیات ہونا چاہئے جو اس کے لئے دنیا میں بھی سرمایہ ہو اور آخرت میں بھی؟ یہ سب کلام پاک اور احادیث شریفہ ہی سے معلوم ہوگا۔

ایک دعا ہے بڑے کام کی "رَبَّنَا اٰتِنَافِي الدُّنْيَاحَسَنَةً" اے اللہ! ہم کو وہ حسنات عطا فرما جو آپ کے علم میں ہیں اور وہ ہمارے لئے ضروری ہیں، ہم حسنات کے محتاج ہیں۔ یہ حسنات ہمیں کہاں سے معلوم ہوں گی؟ کلام اللہ اور کلام رسول اللہ سے! حسنات کا کیا مفہوم ہے؟ وہ تو اللہ تعالیٰ ہی کے علم میں ہے، لیکن اصولی بات یہ ہے کہ ہم ایسی زندگی گذاریں کہ اللہ ہم سے راضی ہوجائے، دنیا میں رسوائی سے بچیں رہیں اور آخرت میں عذاب سے محفوظ رہیں، اسی لئے ارشاد ہے:

رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

کلام اللہ اور احادیث نبویہ پڑھنے پڑھانے کی یہی غایت ہے کہ ہم کو ضابطۂ حیات معلوم ہوجائے کہ اللہ

تعالیٰ کن باتوں سے راضی ہوتے ہیں اور کن باتوں سے ناراض؟ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات میں ہم پر خصوصی رحم فرما کر ہمیں شرفِ بشریت سے نوازا اور اشرف المخلوقات قرار دے کر ممتاز فرمایا ہے، صرف اسی لیے کہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ ضابطۂ حیات اور ضابطۂ ممات کی تعمیر کرتے رہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کو اپنے لئے عملی نمونہ قرار دے کر اس کے مطابق عمل کرتے رہیں۔ آپ کی حیات طیبہ اعمال صالحہ ہیں انہیں اختیار کرنا چاہئے ارشاد ہے وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اور ارشاد ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلاً۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں اعمال صالحہ کی ترغیب کس لئے دی ہے؟ ہمارے فائدے کے لئے یا ہماری زندگیاں سنوارنے کے لئے، اس لئے ہمیں اعمال صالحہ کو اختیار کرنا چاہئے، لیکن کس طرح؟ اتباع سنت کے ذریعے!

کلام اللہ اس لئے پڑھا جاتا ہے تاکہ ہمیں معلوم ہوجائے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بشر کے لئے اشرف المخلوقات کے لئے ایسا ضابطۂ حیات بنایا ہے جو اس کے لئے دنیا میں بھی سرمایہ ہے اور آخرت میں بھی۔ پھر سنت نبوی کے ذریعے اس ضابطہ حیات پر عمل کرنے کا طریقہ بتادیا اور اس کی حدود بتادیں۔

احادیث شریفہ کی جو کتابیں آپ پڑھتے ہیں ان کی غایت کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے جو احکامات ہمیں دیئے ہیں اور جو ضابطۂ حیات ہمارے لئے مقرر کیا ہے ہم اس کے مطابق اپنی زندگی ڈھالیں اور دنیا میں بھی سرخروئی حاصل کریں اور آخرت میں بھی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی رضا کا، اس کی رحمتوں کا مورد بنیں، ارشاد ہے: وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۔

اگر تم نے اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت کی تو تم سرخرو ہوگے اور سب پر غالب ہوگے، کچھ پتہ چلا کہ ہماری تعلیم وتعلّم کا مقصود کیا ہے؟ اصل مقصد ہے ضابطۂ حیات کا معلوم ہونا، وہ کہاں سے معلوم ہوگا؟ کلام پاک سے، کس طرح اس پر عمل کریں؟ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور آپ کی احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوگا۔ یہی مقاصد ہیں ہماری تعلیم کے، یہی غایت ہے کلام اللہ اور کلام رسولؐ پڑھنے کی۔

بہر حال کلام اللہ کی تفاسیر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی تعلیم و تربیت کی غایت آپ کے علم میں آگئی یعنی ضابطۂ حیات کا معلوم ہونا۔ اب آپ اپنے اشرف المخلوقات ہونے کا حق ادا کریں۔ یعنی جو کچھ

بھی پڑھیں، پڑھائیں اس پر عمل کرتے رہیں۔ یہ غایت الغایات ہے ہماری تمام علوم کی، پڑھتے پڑھاتے جاؤ سمجھتے جاؤ اور عمل کرتے جاؤ۔ ابھی طالب علمی کے زمانے ہی سے شروع کردو۔ پہلے اساتذہ ایسے ہی پڑھاتے تھے کہ ایک حدیث شریف پڑھائی، فوراً پوچھتے کہ بتاؤ اس کی غایت کیا ہے؟ اس کا مصرف کیا ہے؟ اور پھر اس پر عمل کرنے کا طریقہ بھی بتاتے، اس کی عملی تربیت بھی دیتے اور اس کی نگرانی بھی کرتے، اس طرح ایک وقت میں اساتذہ طلبہ کو شریعت کے احکام بھی بتادیتے تھے اور طریقت کے طریقے بھی سکھادیتے تھے کہ یہ جو کچھ تم پڑھ رہے ہو اس کا تمہاری زندگی سے کیا واسطہ ہے؟ کس طرح تم اس کو استعمال کروگے؟ کس طرح اس کو اپنے اوپر منطبق کروگے؟ تاکہ تم خیر البشر اشرف المخلوقات کہلانے کے بجا طور پر مستحق ہوسکو اور لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ کا صحیح مصداق بن سکو۔

اعمال صالحہ کیا ہیں؟ کلام الٰہی کو ضابطۂ حیات بنانا اور اس پر عمل کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو اپنانا، یہ میں بار بار اس لئے دہرا رہا ہوں کہ دل نشین ہوجائے کہ تمام تعلیم وتعلم کی غایۃ الغایات یہ ہے کہ ہم اللہ اور اللہ کے رسول کے کلام کو پڑھیں اور اپنے اوپر منطبق کریں اور اس طرح زندگی بسر کریں کہ ہمیں یہاں بھی اللہ تعالیٰ کی رضائے کاملہ نصیب ہو اور آخرت میں بھی۔ انسان سے لغزشیں اور کوتاہیاں ضرور ہوتی ہیں ۔نفس وشیطان ضرور راہ میں حائل ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سے رجوع کرو، وہ ان تمام خرافات سے نجات عطا فرمادے گا۔

یاد رکھو! جب بھی قرآن وحدیث پڑھنے بیٹھو، یہ دعا کرکے پڑھا کرو کہ یا اللہ! یہ آپ کا کلام ہے، آپ کے نبی کا کلام ہے۔ ہماری استعداد ناقص ہے۔ یا اللہ! اس کلام کی برکت سے اس کلام کے انوار وتجلیات سے ہمارے ایمان کو منور فرمایئے اور ہمیں اپنی رضائے کاملہ کا مورد بنایئے۔ ہر روز یہ دعا کرلیا کرو۔

اس وقت میں نے جو غایت بتائی اس کو اساتذہ اور طلبہ سب پیش نظر رکھیں۔

حقیقی کامیابی عمل کرنے میں ہے: کلام اللہ اور کلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم کوئی معمولی چیز نہیں ہیں۔ کوئی مخلوق ان کا تحمل نہیں کرسکتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل اور اپنی قدرت سے ہمارے اندر اس کا تحمل پیدا فرمادیا۔ ورنہ انسان کے بس کی بات نہیں تھی کہ وہ اس کا تحمل کرسکتا۔ یاد رکھو ہر چیز کے کچھ آداب ہوا کرتے ہیں مثلاً نیت کی درستگی ہر عمل صالح کی لازمی شرط ہے۔ بخاری شریف کی پہلی حدیث میں یہی اشارہ دیا گیا

ہے۔ جب تک تمہاری نیت خالص نہیں ہوگی ۔تمام اعمال بیکار ہیں ۔نیت کی درستگی کے ساتھ اگر کوئی عمل صالح کیا تو ضرور اس کا فائدہ پہنچے گا ۔نیت کی درستگی کے لئے ضروری ہے کہ جو کچھ لکھنا ہو خالصۃً للہ ہو، عمل کرنے کے لئے ہو،تمہارے ایمان اور تمہاری روح پر اس تعلیم کا اثر جب ہی ہوگا جب تم یہ نیت کر کے پڑھو گے کہ اس پر عمل کرنا ہے۔عمل ہی کے لئے سب کچھ پڑھایا جاتا ہے۔ترجمہ کر دینا،تفسیر کر دینا بذات خود مقصود نہیں،تفسیر، تشریحات وغیرہ تو ذہن نشین کرانے کے لئے ہیں،وہ بھی ضروری ہیں ۔لیکن مقصود نہیں، غایۃ الغایات عمل کرنا ہے۔جب تک عمل نہیں کرو گے کامیاب نہیں ہو گے۔

اس لئے سب نیت کرو کہ یا اللہ! آج ہم نے ایک مبارک حدیث شریف سے افتتاح کیا ہے۔ہماری نیتوں میں خلوص عطا فرمایئے،قابلیت عطا فرمایئے۔عمل کی توفیق عطا فرمایئے۔دنیا میں ہم سے راضی رہئے۔رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

کلام اللہ اور کلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنے کے آداب: اس کائنات میں انسان کے لئے سب سے بڑی دولت ایمان ہے۔ایمان کیا کرتا ہے؟ایمان یہ کرتا ہے کہ تمام نفس وشیطان کے طریقوں سے محفوظ رکھتا ہے۔فواحشات،منکرات، بے حیائی۔بے غیرتی، بے شرمی سب سے محفوظ رکھتا ہے۔اللہ اور اللہ کے رسول کا کلام بہت مستحکم ہے۔اگر یہ اللہ اور اللہ کے رسول کا کلام آپ کے دلوں میں بیٹھ گیا ہے تو اس کے اندر فواحشات ومنکرات کو جگہ نہ دو۔خدا کے لئے اپنی زندگی کو فواحشات ومنکرات سے بچاؤ۔جس طرح بغیر وضو اور بغیر طہارت کے نماز نہیں ہوتی اسی طرح خوب سمجھ لو کہ جب تک تم گناہوں کو نہیں چھوڑو گے قلب کی صفائی نہیں ہوگی اور جو حضرات عہدِ حاضر کے موجودہ گندے ماحول میں ڈوب گئے ہیں۔ان کی زندگی میں کلام اللہ اور کلام رسول کی برکات مرتب نہیں ہوتیں،سب سے پہلے آپ پر واجب ہے کہ قلب کی طہارت کا اہتمام کریں جس طرح بغیر طہارت کے نماز نہیں پڑھ سکتے اسی طرح بغیر طہارت کے اللہ اور اللہ کے رسول کے کلام کے انوار وتجلیات ہم پر مرتب نہیں ہو سکتے،اس میں شک نہیں کہ نفس وشیطان تو سب کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ہمارا ماحول شیطانی ہے،تمام اثرات ہمارے شیطانی ہیں۔زمین وآسمان ان اثرات سے بھرے ہوئے ہیں،لیکن اتنا کر لیا کرو کہ جب کبھی کلام اللہ اور کلامِ رسول پڑھنے کا ارادہ ہو تو استغفار کر لیا کرو۔اس کی عادت ڈال لو کہ میں یہ کام آپ کے نام سے شروع کر رہا ہوں، میں اپنے قلب وذہن کی طہارت کا طلب گار ہوں۔

یا اللہ! آپ میرے ساتھ ہیں ۔یہ آپ کا کلام ہے۔آپ کے رسول کا کلام ہے،اس کے جو انوار ہیں

،تجلیات ہیں،خواص ہیں، میں ان کو کیسے حاصل کرسکوں گا؟

یااللہ! میں استغفار کرتا ہوں ،توبہ کرتا ہوں،تمام گناہوں سے جو مجھ سے عمداً یا خطاءً سرزد ہوئے، میری آنکھیں ناپاک ہوچکیں ،میری زبان ناپاک ہوچکی، میرے قلب کے اندروساوس وخطرات آچکے ہیں،سب میں کثافت ہے ،میرے قلب کے اندر،میری استعداد میں بھی،ہر چیز میں کثافت ہی کثافت ہے،لیکن میں استغفار کرتا ہوں،

اَسْتَغْفِرُاللّٰهَ اَسْتَغْفِرُاللّٰهَ اَسْتَغْفِرُاللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُالرَّاحِمِیْنَ.

یہ دعائیں پڑھ لیا کرو،صدق دل سے یہ دعائیں پڑھ لو،تو تم مومن ہوگئے ۔متقی ہوگئے،اب بسم اللہ کر کے پڑھو،انشاءاللہ اس کے انوار وتجلیات سے نوازے جاؤ گے۔

خلاصہ یہ کہ ہر چیز کے کچھ طریقے ہوتے ہیں ،آداب ہوتے ہیں، پہلے ان کو ذہن نشین کرلو، یہ نہیں کہ کتاب اٹھائی اور بسم اللہ کردی۔سب سے پہلے استغفار پڑھو،جب ختم کرو تو دعا کرلو،یااللہ! یہ انوار وتجلیات کے کلمات میری زبان پر جاری ہوئے ،میری فہم میں آئے،میرے قلب میں آئے۔ یااللہ! ان کی حفاظت فرمایئے اور آئندہ کثافتوں سے اسے محفوظ رکھئے،اس کے انوار وتجلیات سے میری روح کو،میرے ایمان کو منور رکھئے،ان علوم کو محفوظ رکھئے اور ان میں برکت عطا فرمایئے، پھر شکرادا کرو کہ سبق پڑھنے اور حدیث پڑھنے کی توفیق اور سعادت حاصل ہوگئی۔

علم کے ذرائع کا بھی احترام کرنا چاہیے: تعلیم کے بہت سے لوازمات ہیں،آپ کا یہ مدرسہ علوم قرآن کی تعلیم گاہ ہے،اخلاق وآداب کی تربیت گاہ ہے،اور اخلاق وآداب جزو ایمان ہیں۔ہمارے ایمان کا پانچواں شعبہ ہیں۔تعلیم کا مقصود تہذیب اخلاق ہی سے حاصل ہوتا ہے، کیونکہ نفس کے اندر بڑی شرارتیں ہیں ۔بڑی گندگیاں ہیں۔ بڑے بڑے تقاضے ہیں، جب تم نے استغفار کرلیا تو اس کی برکت سے نفس وشیطان سے انشاءاللہ تعالیٰ چھٹکارا حاصل ہوگیا۔

علم حاصل کرنے کے لئے ادب واحترام بھی نہایت ضروری چیز ہے،جب تک ادب نہ ہو علم حاصل نہیں ہوگا۔ادب یہ ہے کہ علم کے ذرائع کا احترام کیا جائے کہ کس کس چیز کو علم سے نسبت ہے۔ہر ایسی چیز کا احترام

کرو، عزت کرو، جو حصول علم کا وسیلہ ہے۔ اساتذہ کی، کتابوں کی، قلم کی روشنائی کی، غرض جتنی چیزیں علم کے ساتھ وابستہ ہیں، سب کی عزت کرو، سب کا احترام کرو، جو چیز علم کی تبلیغ کے لئے ہو، علم کی اشاعت کے لئے ہو، جب تک اس کا ادب نہ کروگے اس وقت تک علم کے انوار وتجلیات حاصل نہ ہوں گے۔ کلام اللہ کو، کلام رسول کو، فقہ کی کتابوں کو ادب کے ساتھ رکھو، اہتمام کے ساتھ رکھو، عزت کے ساتھ رکھو، جب ان کی عزت کروگے، ادب کروگے، پھر انشاء اللہ علوم حاصل ہوں گے، علوم لدنّیہ حاصل ہوں گے۔

ادب بڑی شے ہے۔ دل ودماغ کی طہارت کے بعد اور روح وقلب کی طہارت کے بعد دوسرا مطالبہ ہم سے ادب اور احترام کا ہے کہ ان علوم کا ادب واحترام کرو، مثلاً ایک شخص کہہ رہا ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے، اور حقیقت میں حدیث نہ ہو، تو فوراً یہ مت کہو کہ حدیث میں نہیں ہے۔ بلکہ حکم یہ ہے کہ گردن جھکالو، کیونکہ اس نے حدیث کا نام لیا ہے اس کے آگے گردن جھکادو۔ پھر کہو کہ بھائی آئندہ ایسا نہ کہنا۔ یہ حدیث شریف نہیں ہے۔ بغیر تحقیق کے ایسی بات مت کہو، لیکن اولاً نام سنتے ہی حدیث کا یا قرآن کا ضرور گردن جھکا دو۔ کیونکہ اللہ اور اللہ کے کلام کا حوالہ دیا گیا ہے۔ جھک جاؤ، اپنی علمیت کا اظہار نہ کرو کہ فوراً مناظرہ کرنے لگو۔ حکم یہ ہے کہ قرآن کریم کا نام یا احادیث کا نام سنو تو گردن جھکا دو، اس کے بعد پھر تردید کرو، یہ ہے ادب، جن طالب علموں میں ادب نہیں ہے وہ محروم رہتے ہیں۔ ع

بے ادب محروم ماند از فضل رب

تو جس طرح طہارت ضروری ہے جیسا کہ میں نے ابھی اس کی اہمیت اور افضلیت بتائی اسی طرح قلم، دوات، روشنائی، کاغذ کے پرزے، ان سب کا ادب بھی ضروری ہے۔ ہمارے حضرتؒ فرماتے تھے کہ اگر کاغذ کا کوئی پرزہ پڑا ہوتا ہے تو اس کو جلدی سے اٹھالیتا ہوں کہیں اس کے اوپر کسی کے پاؤں نہ پڑجائیں، تو کاغذ کا اس طرح ادب کروگے، تب جا کے تم کو علم حاصل ہوگا۔ ادب بہت بڑی چیز ہے۔ علم سے جتنی چیزیں تعلق رکھتی ہیں، ان سب کا ادب کرو، جب کاغذ، قلم، روشنائی اور کتاب کا ادب ضروری ہے تو پڑھانے والے کا ادب اس سے بھی زیادہ ضروری ہے۔

جاری ہے......

☆☆☆

ترتیب وتحریر: رشید اشرف نورسیفی
استاذ جامعہ دار العلوم کراچی
ورکن امتحانی ونصابی کمیٹی وفاق

امتحاناتِ وفاق میں دار العلوم کراچی کے شاندار نتائج اور سب سے زیادہ ۲۳ پوزیشنوں کا اعزاز

دار العلوم کے فاضلین، محبین اور قارئینِ البلاغ کی آگاہی کیلئے جامعہ دار العلوم کراچی کے امتحانِ سالانہ وفاق ۱۴۳۹ھ کے نتائج کا مختصر جائزہ پیش خدمت ہے۔ رشید اشرف نورسیفی

رجب کے آخری ہفتہ میں امتحانِ سالانہ وفاق کا انعقاد ہوا اور شعبان کے شروع ہی میں امتحان مکمل ہوگئے اور شعبان کے آخر میں کل پاکستان کے امتحانِ وفاق کے نتائج کا اعلان کردیا گیا جو عصری تعلیمی اداروں کی نسبت سے ایک مثال ہے۔

۱۴۳۹ھ میں دار العلوم کراچی کا وفاقی نتیجہ شاندار اور روایات کے مطابق رہا، اور دار العلوم نے سب سے زیادہ تیئیس ۲۳ پوزیشنیں حاصل کیں۔

دار العلوم کے نتیجے کی خاص باتیں اور نمایاں پہلو قابلِ ذکر ہیں۔

عالیہ سالِ دوم (دورۂ حدیث) کے ایک طالبعلم نے صوبائی سطح پر تیسری پوزیشن حاصل کرنے کے ساتھ پورے پاکستان میں تیسری پوزیشن حاصل کی۔

نام مع ولدیت	درجہ	حاصل کردہ نمبر	ملکی پوزیشن	صوبائی پوزیشن
ریحان علی بن نور محمد سانگھڑوی	عالیہ سالِ دوم (دورۂ حدیث)	۵۷۰	سوم	سوم

دورۂ حدیث کے وفاقی نتیجہ میں شروع کی بیس پوزیشنوں میں سے دس ۱۰ سے زائد کا تعلق دار العلوم سے ہے۔

کل پاکستان میں دورۂ حدیث کے ممتاز طلبہ ۳۱۴ ہیں، جن میں سے ۱۲۹ کا تعلق دار العلوم سے ہے یعنی ایک تہائی سے زیادہ کا، مزید دار العلوم کے پچانوے فیصد (۹۵%) سے زائد طلبہ نے امتیازی یا اعلیٰ نمبروں سے کامیابی حاصل کی۔

عالیہ سالِ اوّل میں دو طلبہ نے صوبائی سطح پر پوزیشنیں حاصل کیں، ایک نے دوسری ایک نے تیسری۔

نام مع ولدیت	درجہ	حاصل کردہ نمبر	ملکی پوزیشن	صوبائی پوزیشن
محمد عارف بن چپین گل کراچوی	عالیہ سالِ اوّل (موقوف علیہ)	۵۷۴	—	دوم
کاشف جان بن محمد عمر چارسدوی	عالیہ سالِ اوّل (موقوف علیہ)	۵۷۳	—	سوم

اس درجہ کی شروع کی بیس ۲۰ پوزیشنوں میں تیرہ ۱۳ طلبہ کا تعلق دار العلوم سے ہے۔

پورے وفاق میں موقوف علیہ میں ۴۵۹ طلبہ ممتاز ہیں، ان میں سے ۱۷۲ کا تعلق دار العلوم سے ہے یعنی تہائی سے کافی زیادہ کا۔

عالیہ سالِ دوم میں نہ صرف ایک طالبعلم نے کل پاکستان کی سطح پر پہلی پوزیشن حاصل کی بلکہ پورے پاکستان میں دار العلوم کے دو طالبعلموں نے پہلی پوزیشن حاصل کی، ان دو طالبعلموں کی لازماً صوبائی سطح پر بھی پوزیشنیں ہیں لیکن خوشی کی بات یہ ہے کہ ایک طالبعلم نے اس مرحلہ میں صوبائی پوزیشن حاصل کرکے پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ کی تعداد تین کردی۔

نام مع ولدیت	درجہ	حاصل کردہ نمبر	ملکی پوزیشن	صوبائی پوزیشن
مہتاب عالم بن شمس الہادی مردانی	(عالیہ سالِ دوم) (سادسہ)	۵۹۳	اوّل	اوّل
عبد الرحمٰن بن عبید اللہ شاہ چارسدوی	// //	۵۹۳	اوّل	اوّل
عبد الجبار بن اعتبار خان مردانی	// //	۵۷۱	—	سوم

اس درجہ میں وفاق کی شروع کی بیس ۲۰ پوزیشنوں میں دار العلوم کے چودہ طالبعلم ہیں۔

اس درجہ میں پورے وفاق میں ۴۶۲ طلبہ ممتاز ہیں، ان میں سے ۱۲۳ طلبہ دار العلوم کے ہیں یعنی کل پاکستان میں ممتاز آنے والے طلبہ میں چوتھائی سے زائد کا تعلق دار العلوم سے ہے۔

عالیہ سالِ اوّل بنین میں دار العلوم کے دو طلبہ نے دوسری اور تیسری ملکی پوزیشنیں حاصل کیں، ان کی دوم، سوم صوبائی پوزیشنیں اس کے علاوہ ہیں۔

نام مع ولدیت	درجہ	حاصل کردہ نمبر	ملکی پوزیشن	صوبائی پوزیشن
ذبیح اللہ بن امیر شہید پشاوری	عالیہ سالِ اوّل	۵۹۰	دوم	دوم
محمد ابراہیم عباسی بن محمد اسماعیل ایبٹ آبادی	عالیہ سالِ اوّل	۵۸۹	سوم	سوم

اس درجہ میں وفاق کی شروع کی اٹھارہ ۱۸ پوزیشنوں میں دار العلوم کے پندرہ طلبہ ہیں۔

خاصہ سالِ دوم بنین میں دار العلوم کے ایک طالبعلم نے صوبائی اور ملکی سطح پر دوسری پوزیشن حاصل کی اور ایک طالبعلم نے تیسری صوبائی پوزیشن حاصل کی۔

نام مع ولدیت	درجہ	حاصل کردہ نمبر	ملکی پوزیشن	صوبائی پوزیشن
محمد وسیم بن محمد دین لودھراں	خاصہ سالِ دوم	۵۹۷	دوم	دوم
عطاء اللہ بن حافظ اختر زمان وزیرستانی	خاصہ سالِ دوم	۵۹۴	—	سوم

خاصہ کے اس درجہ میں وفاق کی شروع کی اٹھارہ ۱۸ پوزیشنوں میں دار العلوم کے آٹھ ۸ طلبہ ہیں۔

متوسطہ بنین میں دار العلوم کو کل پاکستان کی سطح پر پہلی پوزیشن حاصل ہونے کے علاوہ ملکی سطح پر ایک اور طالبعلم کو تیسری پوزیشن بھی حاصل ہوئی، انہی دونوں طلبہ کو پہلی اور تیسری صوبائی پوزیشن بھی حاصل ہوئی۔

نام مع ولدیت	درجہ	حاصل کردہ نمبر	ملکی پوزیشن	صوبائی پوزیشن
نادر خان بن کلا خان قلعہ سیف اللہ	متوسطہ	۶۸۱	اوّل	اوّل
عبد الرحمٰن بن خضر داد کراچوی	متوسطہ	۶۷۸	سوم	سوم

اس درجہ میں شروع کی نو ۹ پوزیشنوں میں چار طلبہ دار العلوم کے ہیں۔

عالیہ سالِ اوّل بنات میں ایک طالبہ نے ملکی سطح پر تیسری پوزیشن حاصل کی اور صوبائی سطح پر

دوسری پوزیشن حاصل کی۔

نام مع ولدیت	درجہ	حاصل کردہ نمبر	ملکی پوزیشن	صوبائی پوزیشن
بنت محمد ظاہر شاہ کراچوی	عالیہ سالِ اوّل	۵۵۸	سوم	دوم

عالیہ سالِ اوّل بنات میں بھی ایک طالبہ نے صوبائی سطح پر تیسری پوزیشن حاصل کی۔

دار العلوم کراچی کے درجاتِ وفاق کا اجمالی نتیجہ اور ان کا مختصر جائزہ

عالیہ سالِ دوم (دورۂ حدیث) بنین رمساوی ایم اے:

کل شرکاء ۴۶۶
ممتاز ۱۲۹
جید جداً (اعلیٰ) ۳۱۶
جید (وسطیٰ) ۱۸
مقبول (ادنیٰ) ۱
ضمنی ۲
راسب (ناکام) x

دورۂ حدیث میں ایک طالبعلم نے ملکی اور صوبائی سطح پر تیسری پوزیشن حاصل کی۔
اس درجہ کے پچانوے فیصد (۹۵%) سے زائد طلبہ نے امتیازی یا اعلیٰ نمبروں سے کامیابی حاصل کی۔
اس درجہ میں کوئی طالبعلم ناکام نہیں، مقبول بھی صرف ایک ہے۔

عالیہ سالِ اوّل (موقوف علیہ):

کل شرکاء ۳۹۹
ممتاز ۱۷۲
جید جداً (اعلیٰ) ۲۱۳
جید (وسطیٰ) ۱۱
مقبول (ادنیٰ) ۱
ضمنی x
راسب (ناکام) ۲

اس درجہ میں دار العلوم کے دو طلبہ نے صوبائی سطح پر پوزیشنیں حاصل کیں اور اس کے چھیانوے فیصد (۹۶%) سے زائد طلبہ نے امتیازی یا اعلیٰ نمبروں سے کامیابی حاصل کی۔

عالیہ سالِ دوم (سادسہ) بنین / مساوی بی اے:

کل شرکاء	۳۲۲
ممتاز	۱۲۳
جید جداً (اعلیٰ)	۱۶۹
جید (وسطیٰ)	۲۳
مقبول (ادنیٰ)	۳
ضمنی	۳
راسب (ناکام)	۱

اس درجہ میں دار العلوم کے دو طلبہ نے صوبائی اور ملکی سطح پر اوّل پوزیشن حاصل کی اور ایک طالبعلم نے صوبائی سطح پر تیسری پوزیشن حاصل کی اور اس کے نوّے فیصد (۹۰%) سے زائد طلبہ نے امتیازی یا اعلیٰ نمبروں سے کامیابی حاصل کی۔

عالیہ سالِ اوّل (خامسہ) بنین:

کل شرکاء	۲۵۷
ممتاز	۱۷۸
جید جداً (اعلیٰ)	۷۶
جید (وسطیٰ)	۲
مقبول (ادنیٰ)	x
ضمنی	x
راسب (ناکام)	۱

اس درجہ میں دار العلوم کے دو طلبہ نے صوبائی اور ملکی سطح پر پوزیشنیں حاصل کیں اور اس کے اٹھانوے فیصد (۹۸%) سے زائد طلبہ نے امتیازی یا اعلیٰ نمبروں سے کامیابی حاصل کی۔

اس درجہ میں راسب صرف ایک ہے، نہ کوئی ضمنی ہے نہ ادنیٰ۔

خاصہ سالِ دوم (رابعہ) بنین / مساوی ایف اے:

کل شرکاء	۱۸۵
ممتاز	۵۳
جید جداً (اعلیٰ)	۹۱
جید (وسطیٰ)	۲۴
مقبول (ادنیٰ)	۱۱
ضمنی	x
راسب (ناکام)	۶

اس درجہ میں ایک طالبعلم نے صوبائی اور ملکی سطح پر پوزیشن حاصل کی اور ایک طالبعلم نے صوبائی سطح پر پوزیشن حاصل کی نیز اس درجہ کے ستہتر فیصد (۷۷%) سے زائد طلبہ نے امتیازی یا اعلیٰ نمبروں سے کامیابی حاصل کی۔

عامہ سالِ دوم (ثانیہ) بنین / مساوی میٹرک:

کل شرکاء	۱۴۹
ممتاز	۸۰
جید جداً (اعلیٰ)	۵۷
جید (وسطیٰ)	۱۰
مقبول (ادنیٰ)	۱
ضمنی	۱
راسب (ناکام)	x

اس درجہ کے تقریباً بانوے فیصد (۹۲%) طلبہ نے امتیازی یا اعلیٰ نمبروں سے کامیابی حاصل کی اور نصف سے زائد طلبہ امتیازی نمبروں سے کامیاب ہیں۔
اس درجہ میں ناکام کوئی نہیں، ضمنی اور مقبول بھی صرف ایک ایک ہے۔

متوسطہ سالِ سوم مساوی مڈل:

کل شرکاء	۸۸
ممتاز	۳۴
جید جداً (اعلیٰ)	۴۱
جید (وسطیٰ)	۳
مقبول (ادنیٰ)	۲
ضمنی	۶
راسب (ناکام)	۲

اس درجہ میں دو طلبہ نے صوبائی اور ملکی سطح پر پوزیشنیں حاصل کیں، اس کے پچاسی فیصد (۸۵%) سے زائد طلبہ نے امتیازی یا اعلیٰ نمبروں سے کامیابی حاصل کی۔

درسِ نظامی بنین کا وفاقی نتیجہ ایک نظر میں

کل شرکاء	۱۸۶۶
ممتاز	۷۶۹
جید جداً (اعلیٰ)	۹۶۳
جید (وسطیٰ)	۹۱
مقبول (ادنیٰ)	۱۹
ضمنی	۱۲
راسب (ناکام)	۱۲

دارالعلوم کے درسِ نظامی بنین میں تقریباً ترانوے فیصد (۹۳%) طلبہ نے امتیازی یا اعلیٰ نمبروں سے کامیابی حاصل کی اور راسبین کا تناسب ایک فیصد سے بھی بہت کم ہے جبکہ وفاق میں ان درجات میں راسبین کی تعداد سولہ ہزار (۱۶۰۰۰) سے زائد ہے۔

تجوید للعلماء:

کل شرکاء ۵
ممتاز ۲
جید جداً (اعلیٰ) ۲
جید (وسطیٰ) ۱
مقبول (ادنیٰ) x
ضمنی x
راسب (ناکام) x

تجوید للعلماء میں ایک کے علاوہ تمام شرکاء نے امتیازی یا اعلیٰ نمبروں سے کامیابی حاصل کی۔

دراساتِ دینیہ سالِ اوّل وسالِ دوم (بنین) کا نتیجہ ایک نظر میں

مجموعی شرکاء ۴۰
ممتاز ۲
جید جداً (اعلیٰ) ۱۸
جید (وسطیٰ) ۷
مقبول (ادنیٰ) ۷
ضمنی ۱
راسب (ناکام) ۵

ان دونوں درجات کے پچاس فیصد (۵۰%) طلبہ امتیازی یا اعلیٰ نمبروں سے کامیاب ہیں۔

مدرسۃ البنات جامعہ دار العلوم کراچی کے امتحانِ وفاق ۱۴۳۹ھ کے بہترین نتائج

جامعہ دار العلوم کراچی کے بنات کے نتائج بھی بہترین رہے۔

مدرسۃ البنات کے نتائج کی چند خاص باتیں:

عالمیہ سالِ اوّل میں ایک طالبہ نے ملکی سطح پر تیسری اور صوبائی سطح پر دوسری پوزیشن حاصل کی، عالیہ سالِ اوّل کی ایک طالبہ نے صوبائی سطح پر تیسری پوزیشن حاصل کی، بنات کے آخر کے تین سال کے نتیجے کی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں کوئی طالبہ نہ راسب ہے نہ ضمنی نہ ادنیٰ بلکہ چوتھے سال میں بھی ادنیٰ درجہ میں کامیاب ہونے والی صرف ایک طالبہ ہے ورنہ اس درجہ میں بھی نہ کوئی راسب ہے نہ ضمنی نہ مقبول۔

عالمیہ سالِ دوم (دورۂ حدیث بنات):

شریکِ امتحان طالبات	۳۸
ممتاز	۱۲
جید جداً (اعلیٰ)	۲۴
جید (وسطیٰ)	۲
مقبول (ادنیٰ)	x
ضمنی	x
راسب (ناکام)	x

سوائے دو طالبات کے یہ پورا درجہ امتیازی یا اعلیٰ نمبروں سے کامیاب ہے۔

عالمیہ سالِ اوّل (بنات):

شریکِ امتحان طالبات	۵۲
ممتاز	۹
جید جداً (اعلیٰ)	۳۹
جید (وسطیٰ)	۴
مقبول (ادنیٰ)	x
ضمنی	x
راسب (ناکام)	x

اس درجہ کی بانوے فیصد (۹۲%) طالبات نے امتیازی یا اعلیٰ نمبروں سے کامیابی حاصل کی۔
اس درجہ کی ایک طالبہ نے ملکی سطح پر تیسری اور صوبائی سطح پر دوسری پوزیشن حاصل کی یہ اس درجہ کیلئے خوشی کی بات ہے۔
لیکن اس کے ساتھ ہی اس درجہ کی تمام طالبات کو یہ صدمہ لاحق ہوا کہ ان کی ایک تعلیمی رفیق سفر جو ایک عرصہ سے بیمار تھیں رمضان المبارک کے دوسرے جمعہ کے وقت اپنے رفقاءِ سفر کو الوداع کہہ کر دارِ فانی سے کوچ کر گئیں۔
انا للہ و انا الیہ راجعون.

عالیہ سالِ دوم (بنات):

شریکِ امتحان طالبات	۵۸
ممتاز	۱۳
جید جداً (اعلیٰ)	۴۳
جید (وسطیٰ)	۲
مقبول (ادنیٰ)	x
ضمنی	x
راسب (ناکام)	x

سوائے دو طالبات کے (جو جید ہیں) یہ پورا درجہ امتیازی یا اعلیٰ نمبروں سے کامیاب ہے۔

عالیہ سالِ اوّل (بنات):

شریکِ امتحان طالبات	۵۶

ممتاز ۲۷
جید جداً (اعلیٰ) ۲۶
جید (وسطیٰ) ۲
مقبول (ادنیٰ) ۱
ضمنی x
راسب (ناکام) x

اس درجہ کی ایک طالبہ نے صوبائی سطح پر تیسری پوزیشن حاصل کی۔
اس کی تقریباً پچانوے فیصد (۹۵%) طالبات امتیازی یا اعلیٰ نمبروں سے کامیاب ہیں۔

خاصہ سالِ دوم (بنات):

شریکِ امتحان طالبات ۴۴
ممتاز ۱۸
جید جداً (اعلیٰ) ۱۴
جید (وسطیٰ) ۶
مقبول (ادنیٰ) ۵
ضمنی x
راسب (ناکام) ۱

اس درجہ کی تقریباً تہتر فیصد (۷۳%) طالبات امتیازی یا اعلیٰ نمبروں سے کامیاب ہیں۔

خاصہ سالِ اوّل (بنات):

شریکِ امتحان طالبات ۵۱
ممتاز ۲۳
جید جداً (اعلیٰ) ۲۵
جید (وسطیٰ) ۱
مقبول (ادنیٰ) ۲
ضمنی x
راسب (ناکام) x

اس درجہ کی چورانوے فیصد (۹۴%) سے زائد طالبات امتیازی یا اعلیٰ نمبروں سے کامیاب ہیں۔
اس درجہ میں کوئی طالبہ نہ راسب ہے نہ ضمنی۔

درسِ نظامی (بنات) کا وفاقی نتیجہ ایک نظر میں

شریکِ امتحان طالبات ۲۹۹
ممتاز ۱۰۲
جید جداً (اعلیٰ) ۱۷۱
جید (وسطیٰ) ۱۷
مقبول (ادنیٰ) ۸
ضمنی x
راسب (ناکام) ۱

حاصل یہ کہ درسِ نظامی بنات کے درجات میں سوائے ایک کے کوئی طالبہ ناکام ہے نہ ضمنی جبکہ وفاق میں ان درجات میں ۲۱۹۶۳ طالبات ناکام ہیں۔

دراساتِ دینیہ بنات کے بہتر نتائج

دراساتِ دینیہ (بنات) سالِ دوم:

شریکِ امتحان طالبات ۴۸
ممتاز ۲۲
جید جداً (اعلیٰ) ۱۷
جید (وسطیٰ) ۷
مقبول (ادنیٰ) ۱
ضمنی x
راسب (ناکام) ۱

دراساتِ دینیہ سالِ دوم میں اکاسی فیصد (۸۱%) سے زائد طالبات امتیازی یا اعلیٰ نمبروں سے کامیاب ہیں۔

دراساتِ دینیہ (بنات) سالِ اوّل:

شریکِ امتحان طالبات ۵۶
ممتاز ۱۱
جید جداً (اعلیٰ) ۳۷
جید (وسطیٰ) ۷
مقبول (ادنیٰ) ۱
ضمنی x
راسب (ناکام) x

دراساتِ دینیہ سالِ اوّل میں پچاسی فیصد (۸۵%) سے زائد طالبات امتیازی یا اعلیٰ نمبروں سے کامیاب ہیں، نہ کوئی طالبہ ناکام ہے نہ ضمنی، درجہ ادنیٰ میں کامیاب ہونے والی بھی صرف ایک طالبہ ہے۔

دراساتِ دینیہ (بنات) کا وفاقی نتیجہ ایک نظر میں

شریکِ امتحان طالبات ۱۰۴
ممتاز ۳۳
جید جداً (اعلیٰ) ۵۴
جید (وسطیٰ) ۱۴
مقبول (ادنیٰ) ۲
ضمنی x
راسب (ناکام) ۱

گویا دراساتِ دینیہ بنات کی تقریباً چوراسی فیصد (۸۴%) طالبات امتیازی یا اعلیٰ نمبروں سے کامیاب ہیں۔
ناکام صرف ایک ہے جبکہ وفاق میں ’’دراساتِ دینیہ‘‘ میں ناکام ہونے والی طالبات کی تعداد ۴۴۲۷ ہے۔

دارالعلوم کے حفظِ قرآن کریم کے سالانہ نتائج وفاق:

جامعہ دارالعلوم کراچی کے ۱۶۵ طلبہ و طالبات نے حفظ قرآن کریم کا امتحان دیا، ۴ کے سوا سب نے کامیابی حاصل کی، چھیاسی فیصد (۸۶%) طلبہ وطالبات نے امتیازی یا اعلیٰ نمبروں سے کامیابی حاصل کی۔ فللّٰہ الحمد۔

دارالعلوم کے تحت چلنے والے مکاتب قرآنیہ کی خدمات ان کے علاوہ ہیں۔

یہ تمام کامیابیاں بزرگانِ دارالعلوم رحمہم اللہ کا فیض اور حضرت رئیس الجامعہ زید مجدہم، نائب رئیس الجامعہ دام اقبالہم کی شبانہ روز کاوشوں کا ثمر ہیں۔

این سعادت بزور بازو نیست

تا نبخشد خدائے بخشندہ

☆☆☆

جامعہ دارالعلوم کراچی کے شعبۂ درس نظامی میں داخلہ سے متعلق ایک ضروری وضاحت

جامعہ دارالعلوم کراچی میں درجہ اولیٰ سے درجہ سادسہ تک جدید داخلے کے لئے میٹرک کے امتحان میں کامیاب ہونا شرط ہے۔

جن طلبہ نے پاکستان سے باہر کسی ادارے میں تعلیم حاصل کی ہو ان کے لئے میٹرک کے مساوی استعداد کا حامل ہونا شرط ہے۔ البتہ اگر درجہ خامسہ، سادسہ میں داخلہ کا خواہش مند کوئی جدید طالب علم وفاقی امتحان میں ممتاز درجہ میں کامیاب ہو تو درجہ خامسہ اور درجہ سادسہ میں اس کے فوری داخلہ کے لئے میٹرک کی شرط میں تسامح کیا جاسکتا ہے لیکن اس کی دورۂ حدیث شریف کی سند اس کے میٹرک پاس کرنے پر موقوف رہے گی۔

عمید الدراسات
جامعہ دارالعلوم کراچی

علماء کا امراء کے پاس جانا

وَعَنْ اُبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمَااِنَّ اُنَاسًا مِنۡ اُمَّتِی سَیَتَفَقَّھُوۡنَ فِی الدِّیۡنِ وَیَقۡرَءُ وۡنَ الۡقُرۡآنَ وَیَقُوۡلُوۡنَ نَاۡتِی الۡاُمَرَاءَ فَنُصِیۡبُ مِنۡ دُنۡیَاھُمۡ وَنَعۡتَزِلُھُمۡ بِدِیۡنِنَا وَلَا یَکُوۡنُ ذٰلِکَ کَمَا لَا یُجۡتَنٰی مِنَ الۡقَتَادِ اِلَّا الشَّوۡکُ کَذٰلِکَ لَا یُجۡتَنٰی مِنۡ قُرۡبِھِمۡ اِلَّا...........قَالَ مُحَمَّدُ بۡنُ الصَّبَّاحِ کَاَنَّہٗ یَعۡنِی الۡخَطَایَا. رواہ ابن ماجه

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ دین کا علم حاصل کریں گے قرآن پڑھنے والے ہونگے، وہ کہیں گے کہ ہم بھی امراء (حکام، دنیادار، مالدار لوگ) کے پاس جاتے ہیں تاکہ ان کی دنیا میں سے ہمیں بھی حصہ مل جائے اور ہم ان سے اپنے دین کو بچا کر رکھیں گے، مگر ایسا نہیں ہوگا جیسے کانٹوں والے درخت "قتاد" سے سوائے کانٹوں کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اسی طرح یہ لوگ اُمراء کے پاس جا کر کچھ حاصل نہ کرسکیں گے سوائے ــــــــ کے۔ حدیث شریف کے راوی محمد بن الصباح نے اس کی تفسیر میں ذکر کیا کہ "سوائے گناہوں کے انہیں کچھ حاصل نہ ہوگا"

مولوی عبیدالرحمٰن ربانی

حضرت مولانا مفتی اصغرعلی ربانی صاحب، رحمۃ اللہ علیہ

جامعہ دارالعلوم کراچی کے استاذ ورفیق دارالافتاء حضرت مولانا مفتی اصغرعلی ربانی رحمۃ اللہ علیہ ۲۹/رجب ۱۴۳۹ھ (۱۶/اپریل ۲۰۱۸ء) پیر کے روز رحلت فرما گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مرحوم کے صاحبزادے مولوی عبیدالرحمٰن ربانی نے اپنے والد مرحوم کے حالات پر مضمون تحریر کیا ہے جو ذیل میں پیشِ خدمت ہے۔۔(ادارہ)

پیدائش واسم گرامی:

حضرت مولانا مفتی اصغرعلی ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۱۳۵۶ھ (۱۹۳۷ء) ضلع حصار (ہندوستان) میں ہوئی۔

ابتدائی تعلیم ـــــ وہجرت

والد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، کی تعلیم وتربیت کی ابتداء اپنے آبائی علاقے (ہندوستان) سے ہوئی، آپ کی عمر تقریباً دس سال تھی جب ہندوستان کی تقسیم کا عمل وجود میں آیا، اور مسلمان سرزمینِ پاکستان کی طرف والہانہ ہجرت کرنے لگے، یہاں تک کہ لوگ اپنی زمینیں، تیار فصلیں، گھریلو سامان سب کچھ چھوڑ کر خالص اللہ کے لئے آزاد وطن کی جانب اٹھ کھڑے ہوئے۔

حضرت دادا جانؒ بھی اپنے بال بچے لے کر اللہ کے بھروسے ہندوستان سے پاکستان پیدل ہجرت کے لئے روانہ ہوئے اور دس لاکھ افراد کے قافلے کے ساتھ بے سروسامانی کی حالت میں طرح طرح کی تکلیفیں اٹھا کر تقریباً چار ماہ کی طویل پیدل مسافت طے کر کے "چشتیاں" کے مقام پر پاکستان میں داخل ہوئے، ہجرت اس طرح مکمل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائشوں کا سلسلہ جاری تھا، ملک بھر میں سیلاب اور بارشوں نے تباہی مچارکھی تھی اور طرح طرح کی وبائیں پھیلی ہوئی تھیں، والد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، کی دودوھ

بچی بہنوں کو میری باہمت دادی جان ہندوستان سے ایک بڑے ٹوکرے میں رکھ کر سر پر اٹھا کر لائی تھیں مگر پاکستان پہنچتے ہی دونوں بہنیں ایک ایک کر کے قضائے الٰہی سے انتقال کر گئیں۔انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ والد صاحب اکثر ۱۴؍ اگست کو اپنی والدہ کی اس عظیم قربانی اور تکلیف کو ذکر کر کے غمگین ہو جایا کرتے تھے۔

سن فراغت

ذوق وشوق محنت ولگن کے ساتھ آپ نے ۱۳۸۶ھ (۱۹۶۶ء) میں جامعہ خیر المدارس ملتان میں دینی تعلیم مکمل کی، دورۂ حدیث میں (۱۰۰۰) میں سے (۹۸۷) نمبرات حاصل کر کے نمایاں کامیابی حاصل کی۔

والد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، کے معروف اساتذۂ کرام

(۱)۔۔۔حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ

(۲)۔۔۔حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب ملتانیؒ

(۳)۔۔۔حضرت مولانا علامہ محمد شریف صاحب کشمیریؒ

(۴)۔۔۔شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق صاحبؒ

(۵)۔۔۔حضرت مولانا محمد شریف صاحب جالندھریؒ

(۶)۔۔۔حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحبؒ

(۷)۔۔۔حضرت مولانا محمد اسحٰق صاحب کوہاٹیؒ

(۸)۔۔۔حضرت مولانا سید ابوذر عطاء المنعم بخاریؒ

(۹)۔۔۔حضرت مولانا عتیق الرحمٰن (محمود کوٹی)

(۱۰)۔۔۔حضرت مولانا غلام مصطفٰی صاحبؒ ملتانی

(۱۱)۔۔۔حضرت مولانا موسیٰ خان روحانی بازیؒ

درس وتدریس

آپ دینی تعلیم کے حصول کے بعد متعدد مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے، علمِ حدیث، علمِ تفسیر، اور علمِ فقہ سے خصوصی لگاؤ کے پیش نظر آپ نے ''تفسیر'' میں بیضاوی شریف، جلالین، ''حدیث'' میں

صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داؤداور سنن ترمذی اور "فقہ" میں ہدایہ وغیرہ کتب کی بارہا تدریس فرمائی، اس کے بعد آپ ۱۴۰۲ھ (۱۹۸۲ء) میں جامعہ دارالعلوم کراچی تشریف لائے، درمیان میں چند سالوں کے وقفہ کے سوا وفات سے ایک دن قبل تک جامعہ دارالعلوم کراچی میں افتاء کے فرائض انجام دیتے رہے۔

فتویٰ نویسی

حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو افتاء سے خصوصی دلچسپی تھی، اس لئے تحریر فتاویٰ میں آپ کی خاصی خدمات ہیں۔ افتاء کے ساتھ آپ کی خاص مناسبت کے پیش نظر جامعہ دارالعلوم کراچی کے اکابر نے دارالافتاء میں آپ کا تقرر فرمایا۔ حضرت والد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، نے اکابر کی امیدوں پر پورا اترتے ہوئے دن رات محنت کی اور وفات سے ایک دن قبل تک اپنی ذمہ داریوں کو بخوبی سرانجام دیتے رہے، چنانچہ دارالافتاء میں حاضری کے آخری دن میراث میں مناسخہ سے متعلق ۶ بطون پر مشتمل مسئلے کو حسابی عمل کے ذریعہ حل کیا اور الجواب صحیح کے ساتھ دستخط ثبت فرمائے۔

۱۴۲۰ھ میں جامعہ دارالعلوم کراچی کی پچاس سالہ تقریب کے موقع پر جب دارالافتاء کی کارکردگی کا جائزہ لیا گیا تو والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خودنوشتہ ومصدقہ فتاویٰ کی تعداد ستائیس ہزار نوسو چودہ تھی محتاط اندازے کے مطابق اب یہ تعداد پچاس ہزار سے متجاوز ہے، فتاویٰ کی یہ تعداد آپ کی ہمت، محنت اور لگن کی آئینہ دار ہے۔ آپ نے اپنی زندگی کا نصف حصہ تقریباً چار دہائیاں دارالافتاء دارالعلوم کراچی کی خدمت میں گزارا، ابتدائی دور میں ڈاک کا زیادہ رجحان تھا، ملک بھر سے ڈاک کی صورت میں استفتاء موصول ہوتے تھے، اور جب کبھی ڈاک زیادہ جمع ہوجاتی یا فتویٰ لکھنے والوں کی کمی ہوجاتی تو حضرت والد صاحب چھٹی کے دن بھی تحریر فتاویٰ میں رات گئے تک مصروف رہتے تھے۔

زبانی مسائل

حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک حاضر دماغ مفتی، فقہی بصیرت کے حامل مستند عالمِ دین تھے، اور پرانے طرز کے سادہ طبیعت کے حامل درویش منش انسان تھے۔

جب دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی جدید انداز میں تعمیر نہیں ہوا تھا اور الگ الگ کمرے نہیں بنے تھے بلکہ پورا دارالافتاء جامعہ کی موجودہ لائبریری کی زمینی منزل میں آباد تھا، جس میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر

مفتیانِ کرام کی فرشی نشستیں تھیں، اور مفتیانِ کرام تحریری اور زبانی طور پر سوالوں کے جوابات دیتے تھے۔ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سادگی کے ساتھ بلند آواز اور اچھے لہجے میں سائل کے سوال کا جواب دیتے تھے جس سے سائل مکمل طور پر مطمئن ہو جاتا تھا۔

حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے زندگی کے آخری ایام تک کسی بھی وقت (چاہے آرام کا وقت ہی کیوں نہ ہو) فون کر کے مسائل معلوم کرنے کی عام اجازت تھی۔

کئی مرتبہ آدھی رات میں یا طبیعت میں بے کیفی ہونے کے باجود کسی مسئلہ پوچھنے والے کا فون آتا تو بڑی خندہ پیشانی سے سائل کو تسلی بخش جواب دیتے، بعد میں جب گھر والے اصرار کرتے کہ آپ منع کر دیا کریں یا کوئی اور وقت دے دیا کریں تو جواب میں فرماتے "بیچارہ نہ جانے کس پریشانی میں ہے کہ صبح کا انتظار بھی نہیں کر رہا بلکہ اسی وقت فون کر رہا ہے۔"

حضرت والد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، نے اپنی زندگی اس انداز سے، اخلاص کے ساتھ امت کی رہنمائی میں گزاردی، بندہ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خادم خاص رہا ہے، والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے آخری دو سال ایک تکلیف دہ علاج (Dialysis)، میں گذرے، والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہفتے میں تین بار چار گھنٹوں تک ہونے والے علاج کے دوران بھی ذہنی طور پر فارغ رہنے کو پسند نہیں کرتے تھے اور مجھے پابند کر رکھا تھا کہ جب فون آئے تو مجھے دے دینا، میں جواب دے دوں گا۔ ایام عید الفطر و عید الاضحیٰ میں بھی دارالافتاء میں فون پر زبانی مسائل کے جواب دینے کے لئے خود کو وقف کر رکھا تھا۔

بیعت وسلوک

جامعہ خیر المدارس ملتان کے بانی حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ آپ کے شیخ اور مربی رہے۔

عالمِ ربانی کی رحلت

موت العالِم موت العالَم، قحط الرجال کے اس دور میں علمائے کرام اور صالحین کے قافلے بڑی تیزی کے ساتھ جانب عقبیٰ رواں دواں ہیں، دنیا کی تاریکی میں بڑی شدت اور تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی کا منظر آنکھوں کے سامنے آ رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"يذهب الصالحون الاول فالاول يبقى حفالة كحفالة الشعير أوالتمر لايباليهم الله بالة "

(صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب ذھاب الصالحین، ج ۲،ص:۱۸۰۱)

ترجمہ ": نیک لوگ یکے بعد دیگرے اٹھتے چلے جائیں گے اور پیچھے انسانوں کی تلچھٹ رہ جائے گی، جیسے جو یا کھجور کی تلچھٹ ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کو ان کی کچھ بھی پرواہ نہ ہوگی"۔

۲۷/رجب ۱۴۳۹ھ بروز ہفتہ شام ۵ بجے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی سے گھر کے لئے روانہ ہوئے اور گھر پہنچ کر عصر کی نماز پڑھ کر لیٹ گئے، مغرب کی نماز کے لئے اٹھے اور وضو کر کے کمرے میں داخل ہوئے، اچانک سردی لگی اور کپکپی طاری ہوگئی اور پھر کچھ گھنٹے بعد بخار ہوا اور طبیعت مزید خراب ہوتی چلی گئی، ہسپتال لے کر پہنچے، ڈاکٹرز کے کہنے پر ایڈمٹ کیا، ایک دن رات وارڈ میں زیر علاج رہے، اور طبیعت میں کچھ بہتری کی امید لگی، لیکن اگلی رات میں اچانک دل میں تکلیف ہوئی اور طبیعت غیر ہوگئی۔ ڈاکٹرز نے I.C.U میں منتقل کیا اور اگلے دن انتہائی نگہداشت میں زیر علاج رہے، اور پھر عصر کے وقت ڈاکٹرز نے بندہ کو بلایا اور وہ خبر دی جسے سن کر پورا جسم بے جان سا ہوگیا کہ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ سانحہ شام ساڑھے ۴ بجے ۲۹ رجب ۱۴۳۹ھ (۱۶۔اپریل ۲۰۱۸ء) بروز پیر کو پیش آیا۔ میت لے کر گھر پہنچے تو علماء ومفتیان کرام اور والد صاحب کے شاگردوں کی ایک بڑی تعداد والد صاحب کے دیدار وتعزیت کے لئے پہنچی، ہر ایک کی زبان پر ان کا ذکرِ خیر اور یہ جملہ تھا کہ " کس قدر پرسکون، روشن اور مطمئن چہرہ ہے۔" ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ چہرے سے نورانیت اور معصومیت جھلک رہی تھی۔ جنازہ وتدفین اگلے روز منگل ۳۰/رجب ۱۴۳۹ھ بعد نماز ظہر طے پایا۔

جنازہ وتدفین

نمازِ جنازہ استاذِ محترم حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب دامت برکاتہم کی اقتداء میں ادا کی گئی، جس میں طلباء وعلماء اور عوام بڑی تعداد میں شریک ہوئے، نماز جنازہ سے پہلے حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے حاضرین کے سامنے حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کا تذکرہ

فرمایا کہ:

"مولانا ہم سب کے محسن تھے، ان کا ہم سب پر احسان ہے، طویل عرصے تک انہوں نے دین کی خدمت انجام دی ہے، مدرسۃ البنات میں بھی اسباق پڑھاتے رہے ہیں اور دارالافتاء کے تو وہ روحِ رواں تھے، انہوں نے بہت خاموشی کے ساتھ بڑے اخلاص کے ساتھ اور بہت سادگی کے ساتھ طلبہ کی اور دارالافتاء کی اور فتویٰ کی خدمات انجام دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی طرف سے انہیں اجرِ عظیم عطا فرمائے۔"

مزید دُعا اور ایصالِ ثواب کرنے کی تلقین فرمائی، جامعہ کے جدید قبرستان میں تدفین ہوئی، سینکڑوں طلباء وعلماء اور مقتیان کرام نے اپنی اس عظیم شخصیت کو پرنم آنکھوں اور غمزدہ دل کے ساتھ سپردِ خاک کیا۔

وقت کی اہم ضرورت اور اس کا نظریاتی پہلو

والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک دور اندیش اور نظریاتی شخصیت تھے، انہوں نے اکابر علماء کرام کے مشوروں سے صحاحِ ستہ میں سے احادیث کی تین بڑی کتابوں (مختصر صحیح البخاری، مسلم شریف اور جامع الترمذی) پر ایک ضرورت، ایک نظریہ اور ایک مقصد کے تحت تالیف وتحقیق کا کام شروع کیا۔ تینوں کتابوں کا ایک ہی اسلوب اور منہج ہے۔

(۱)۔۔۔سب سے پہلے جامع الترمذی پر کام شروع کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ جامع الترمذی میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے دیگر فقہی مذاہب کے ائمہ کرام اور ان کے اقوال کو کثرت سے ذکر کیا ہے، امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے مذہب کو ذکر نہیں کیا ہے، بلکہ ۳۹۵۶ احادیث میں سے صرف ۶۳ مقامات پر اشارۃً "وبه يقول بعض اهل الكوفة" کہہ کر ذکر کیا ہے۔ جس سے طلباء حدیث میں تجسس پیدا ہوتا ہے کہ شاید احناف ؒ نے حادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کام نہیں کیا ہے، یا حنفیہ عامل بالحدیث نہیں ہیں، اس تجسس کو دور کرنا ایک ضرورت تھی۔

(۲) نظریہ یہ تھا کہ دورۂ حدیث کے سال میں صحاح ستہ کی لگ بھگ ۳۰ ہزار احادیث پڑھی پڑھائی جاتی ہیں، وقت کی قلت کے باعث طلباء اور جدید فضلاء فقہی مباحث پر تحقیق ومطالعے کے لئے فقہ اور فتاویٰ کی کتابوں کی طرف نہیں جاتے نہ ہی لائبریری کا رخ کرتے ہیں، نتیجۃً استاذ محترم کی تقریر پر اکتفاء کر لیتے ہیں،

آخر میں احادیث کی تلاوت ہورہی ہوتی ہے۔

والد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، چاہتے تھے کہ ہر حدیث کے ذیل میں احنافؒ کا مسلک وموقف ذکر ہواور مفتیٰ بہ قول بھی درج ہو۔ متقدمین ائمہ احناف کی درجنوں کتب کے حوالے مع عبارت درج ہوں تاکہ علماء وطلباء کے لئے ہر حدیث کے تحت تیار سبق ہونے کے ساتھ متقدمین فقہائے احناف کی کتابوں کا تعارف بھی حاصل ہوجائے اوران کے قیمتی وقت کو بچانے کے ساتھ ان میں علمی تبدیلی لائی جائے تاکہ امت کے اس مقتداء طبقے میں ٹھوس اور مضبوط علم والے علماء پیدا ہوں جوامت کی بہتر طریقے سے رہنمائی کرسکیں۔

(۳) تیسرا مقصد یہ تھا کہ علماء وطلباء اور حدیث وفقہ کی خدمت کرکے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہواور جنابِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کی صحیح طور پر تشریح اور نشرواشاعت ہواور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت حاصل ہوجائے۔

آپ کی زیرِعمل تالیفات کے نام درج ذیل ہیں:

تالیفات

۱۔ آسان تفسیر القرآن
۲۔ آپ کے مسائل کا حل
۳۔ الفتاویٰ السراجیة
۴۔ جامع الترمذی و المذهب الحنفی
۵۔ الاحتجاج بصحیح مسلم ابن الحجاج
۶۔ الخیر الجاری شرح مختصر صحیح البخاری

☆☆☆

مجھے دنیا سے کیا کام؟

عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَامَ عَلٰی حَصِیْرٍ فَقَامَ وَقَدْ اَثَّرَ فِیْ جَسَدِہٖ فَقَالَ اِبْنُ مَسْعُوْدٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نَبْسُطَ لَکَ وَنَعْمَلَ فَقَالَ مَالِیْ وَلِلدُّنْیَا وَمَا اَنَا وَالدُّنْیَا اِلاَّ کَرَاکِبٍ اِسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَۃٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَکَھَا. رواہ احمد والترمذی وابن ماجة

ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار چٹائی پر سورہے، جب آپ اُٹھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر چٹائی کے نشانات پڑگئے تھے۔ یہ دیکھ کر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اجازت ہو تو ہم آپ کے لئے ایک بچھونا تیار کرلیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے دنیا سے کیا کام، میری اور دنیا کی مثال بس اس مسافر سوار کی سی ہے جو درخت کے سایہ کے نیچے ذرا سی دیر بیٹھے پھر اس کو چھوڑ کر چل دے۔

ڈاکٹر محمد حسان اشرف عثمانی

آپ کا سوال

قارئین صرف ایسے سوالات ارسال فرمائیں جو عام دلچسپی رکھتے ہوں اور جن کا ہماری زندگی سے تعلق ہو، مشہور اور اختلافی مسائل سے گریز فرمائیں.................. (ادارہ)

زکوۃ کے متعلق مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں تفصیل درکار ہے:

(۱)۔۔۔میری ایک بہن شادی شدہ ہے اور غریب ہے، کیا میں اس کو اپنے مال کی زکوۃ دے سکتا ہوں؟

(۲)۔۔۔گھر کی مسلمان ملازمہ کو زکوۃ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

(۳)۔۔۔جو شخص اپنے آپ کو مقروض ظاہر کرے اس کو زکوۃ دے سکتے ہیں؟

(۴)۔۔۔ہمارے امام صاحب عیال دار ہیں، ان کے ساتھ زکوۃ کی رقم سے تعاون کیا جاسکتا ہے؟

(۵)۔۔۔رمضان میں غریب اور مستحق افراد کو زکوۃ کی رقم سے راشن لے کر دیا جاسکتا ہے؟

(۶)۔۔۔میرا ایک شخص پر قرضہ ہے کیا میں اس کو قرض معاف کردوں اور زکوۃ کی نیت کرلوں تو زکوۃ ادا ہوجائے گی؟ اس کی کوئی صورت ہو تو اس کی رہنمائی کردیں؟

(۷)۔۔۔کسی دینی مدرسہ کے طالبعلم کو زکوۃ کی رقم سے کتابیں لے کر دے سکتے ہیں؟

(۸)۔۔۔اگر سید غریب ہو تو اس کو زکوۃ دے سکتے ہیں؟

(۹)۔۔۔ہمارے علاقہ میں ایک مدرسہ ہے جہاں مسافر طلباء مقیم ہیں، ان کی رہائش اور کھانے کا انتظام ہوتا ہے، وہاں میں فدیہ دے سکتا ہوں؟

(۱۰)۔۔۔کیا زکوۃ تھوڑی تھوڑی کر کے ادا کر سکتے ہیں؟

جواب: (۱)۔۔۔اگر آپ کی بہن کی ملکیت میں اس پر موجود قرضہ کی رقم منہا کرنے کے بعد ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کے برابر نقد رقم یا اتنی ہی مالیت کا کوئی غیر ضروری سامان نہ ہو مثلاً فالتو سامان، جہیز کا ضرورت سے زائد سامان (ٹی وی وغیرہ بھی نہ ہو)، اسی طرح کچھ سونا، کچھ چاندی، کچھ نقد رقم اور کچھ مالِ تجارت کا مجموعہ ملا کر ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر بھی نہ ہو اور وہ سید یا ہاشمی بھی نہ ہو تو آپ کی بہن شرعاً مستحقِ زکوٰۃ ہے، آپ اپنے مال کی زکوٰۃ اس کو دے سکتے ہیں۔

(۲)۔۔۔جواب نمبر ایک میں درج تفصیل کے مطابق اگر ملازمہ مستحقِ زکوٰۃ ہو تو اس کو زکوٰۃ کی رقم دے سکتے ہیں، لیکن ملازمہ کو اس کی اجرت کی مد میں زکوٰۃ کی رقم دینا جائز نہیں۔

(۳)۔۔۔اگر مقروض جواب نمبر ایک میں درج تفصیل کے مطابق مستحقِ زکوٰۃ ہو تو اس کو زکوٰۃ کی رقم دے سکتے ہیں۔

(۴)۔۔۔امام مسجد کو تنخواہ کی مد میں زکوٰۃ دینا جائز نہیں، اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، البتہ اگر امام صاحب جواب نمبر ایک میں درج تفصیل کے مطابق مستحقِ زکوٰۃ ہوں تو ان کو زکوٰۃ کی رقم دے سکتے ہیں۔

(۵)۔۔۔مسلمان مستحقِ زکوٰۃ افراد کو زکوٰۃ کی رقم سے راشن لے کر دے سکتے ہیں۔

(۶)۔۔۔زکوٰۃ کی ادائیگی کے شرعاً درست ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ مستحقِ زکوٰۃ کو زکوٰۃ کی رقم مالک بنا کر دی جائے۔ لہٰذا مقروض کو زکوٰۃ کی رقم دیئے بغیر قرض معاف کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ اس کا درست طریقہ یہ ہے کہ پہلے آپ مقروض کو زکوٰۃ کی رقم باقاعدہ مالک اور قابض بنا کر دیدیں، اس سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی، اس کے بعد اگر وہ قرض کی مد میں رقم واپس کر دے تو رقم واپس لینا درست ہے۔

(۷)۔۔۔زکوٰۃ کی رقم سے کتابیں لے کر دینی مدرسہ کے مستحقِ زکوٰۃ طالبعلم کو مالک اور قابض بنا کر دے سکتے ہیں۔

(۸)۔۔۔سید یا ہاشمی کو زکوٰۃ کی رقم دینا جائز نہیں، اگرچہ وہ غریب ہو، البتہ ان کو ہدیہ پیش کرنا نہایت اجر و ثواب کا باعث ہے، خاص طور پر اگر وہ ضرورت مند ہوں تو ہدیہ کے ذریعے ان کی اعانت

سب مسلمانوں کو کرنی چاہئے۔

(۹)۔۔۔مذکورہ مدرسہ میں اگر مستحق طلباء زیرِ تعلیم ہیں، اور اس مدرسہ میں زکوٰۃ وصول کرکے شرعی طریقہ سے طلباء کی ضروریات (قیام، طعام، تعلیم وغیرہ) پر خرچ کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے، تو ایسے مدرسہ کو آپ زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔

(۱۰)۔۔۔بہتر یہ ہے کہ زکوٰۃ جتنی جلد ہوسکے ادا کردینی چاہئے، اور تھوڑی تھوڑی کرکے سال بھر میں بھی ادا کردینا جائز ہے۔

☆☆☆

دس باتوں کی وصیت

حضرت معاذ، رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دس باتوں کی وصیت فرمائی:

۱)..... اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا گو تو قتل کر دیا جائے یا جلا دیا جائے۔

۲)..... والدین کی نافرمانی نہ کرنا گو وہ تجھے اس کا حکم کریں کہ بیوی کو چھوڑ دے یا سارا مال خرچ کر دے۔

۳)..... فرض نماز جان بوجھ کر نہ چھوڑنا جو شخص فرض نماز جان کر چھوڑ دیتا ہے اللہ کا ذمہ اُس سے بری ہے۔

۴)..... شراب نہ پینا کہ یہ ہر برائی اور فحش کام کی جڑ ہے۔

۵)..... اللہ کی نافرمانی نہ کرنا کہ اس سے اللہ تعالیٰ کا غضب اور قہر نازل ہوتا ہے۔

۶)..... لڑائی میں نہ بھاگنا چاہے سب ساتھی مر جائیں۔

۷)..... اگر کسی جگہ وبا پھیل جائے جیسے طاعون وغیرہ تو وہاں سے نہ بھاگنا۔

۸)..... اپنے گھر والوں پر خرچ کرنا۔

۹)..... تنبیہ کے واسطے اُن پر سے لاٹھی نہ ہٹانا۔

۱۰)..... اللہ تعالیٰ سے ان کو ڈراتے رہنا۔ (الترغیب)

مولانا محمد راحت علی ہاشمی

جامعہ دارالعلوم کراچی کے شب وروز

تعلیمی سرگرمیاں

جامعہ دارالعلوم کراچی کے شعبۂ درس نظامی میں آج کل تعطیلات ہیں، تاہم ان تعطیلات میں مقیم طلبہ کے لئے مختصر مدتی نصاب پڑھادیا جاتا ہے، چنانچہ دورۂ میراث، دورۂ صرف ونحو، اور دورۂ انگریزی میں طلبہ مستفید ہورہے ہیں، ان شاء اللہ یہ سرگرمیاں ۲۰ رمضان المبارک تک جاری رہیں گی۔

اسی طرح جامعہ کے شعبۂ دارالقرآن مرکز کورنگی اور نانک واڑہ وبیت المکرم شاخ میں بھی تعلیمی سلسلہ رمضان میں جاری رہتا ہے، اس شعبہ میں ۲۷ رمضان سے ۱۵ شوال تک تعطیلات ہوں گی اور ان شاء اللہ ۱۶ شوال سے تعلیم کا سلسلہ دوبارہ شروع ہوجائے گا۔ جبکہ شعبۂ درس نظامی میں جدید داخلوں کی کارروائی کا آغاز ان شاء اللہ تعالیٰ ۸ شوال ۱۴۳۹ھ (۲۳ جون ۲۰۱۸ء) ہفتہ کے روز سے ہوگا۔

اصلاحی مجلس

رمضان المبارک میں اکابر جامعہ کی اصلاحی مجالس کا سلسلہ جاری ہے۔ چنانچہ رئیس الجامعہ حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم کی مجلس روزانہ عموماً سہ پہر (۲-۳۰) بجے منعقد ہورہی ہے اور نائب رئیس الجامعہ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم کی مجلس ابتدائی دوعشروں میں ہر اتوار کو بعد نماز ظہر منعقد ہورہی ہے جبکہ آخری عشرہ میں معتکفین حضرات کی رعایت سے یہ مجلس حسب صحت وفرصت ان شاء اللہ ہر روز اتوار کو منعقد ہوگی۔ آخری عشرہ میں بعد نماز فجر حضرت مولانا محمود اشرف صاحب مدظلہم درس قرآن دیتے ہیں اور بعد نماز عشاء حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب مدظلہم کی مجلس ہوا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان اکابر کا سایہ بصحت وعافیت تادیر سلامت رکھیں اور ان کے فیوض وبرکات سے امت مسلمہ کو مستفید فرمائیں۔ آمین۔

قرآن کریم سنانے کا مبارک سلسلہ

بفضلہ تعالیٰ جامعہ دارالعلوم کراچی میں رمضان المبارک کی برکت سے جامعہ کے اکثر شعبوں کی عمارتوں

میں قرآن کریم تراویح میں سننے سنانے کی رونق ہوجاتی ہے، بحمد اللہ جامعہ کے حفاظ اساتذہ مختلف مساجد میں اور بعض اپنے گھروں میں قرآن کریم سنارہے ہیں جبکہ جامعہ کی جامع مسجد میں تراویح میں قرآن کریم حسب معمول استاد جامعہ مولانا حسان اشرف عثمانی صاحب، حفظہ اللہ تعالیٰ، سنارہے ہیں، اللہ تعالیٰ تمام حفاظ وقراء کی سعی مشکور فرمائیں اور انہیں قرآن کریم اور رمضان کی برکتوں سے نوازیں۔آمین۔

تقریب تکمیل قرآن کریم

جامعہ دارالعلوم کراچی کے شعبۂ دارالقرآن کے تحت حسب اجازت رئیس الجامعہ حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم ایک پروقار تقریب "تکمیل حفظ قرآن کریم" کے سلسلے میں ۱۹؍رجب ۱۴۳۹ھ جمعرات کے روز بعد عصر منعقد کی گئی، جس میں کامل الحفظ طلبہ کورومال دیئے گئے، مرکز کورنگی، شاخ نانک واڑہ بیت المکرم اور محمدی مسجد نیز ملحقہ مکاتب کے تکمیل حفظ کرنے والے طلبہ اس سال بحمداللہ تعالیٰ ۲۲۸ تھے اور ۱۳ طالبات نے بھی حفظ مکمل کیا۔

اس موقع پر ان طلبہ کو آخری سبق حضرت مولانا مفتی محمود اشرف صاحب مدظلہم نے پڑھایا اور رئیس الجامعہ حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے عظمت وفضیلت قرآن کریم کے موضوع پر خطاب فرمایا۔جس میں حضرت والا مدظلہم نے حفظ مکمل کرنے والے طلبہ وطالبات، ان کے اساتذۂ کرام اور سرپرستوں کو مبارک باد دیتے ہوئے نصیحت فرمائی کہ قرآن کریم جس طرح آسانی سے یاد ہوجاتا ہے، اگر باقاعدہ پابندی سے اس کی تلاوت کا اہتمام نہ کیا جائے تو جلد ہی حافظہ سے رخصت بھی ہوجاتا ہے، اس لئے سرپرست حضرات سے خصوصاً یہ عرض ہے کہ وہ ان حافظ بچوں کو قرآن کریم پڑھتے رہنے کی تلقین کریں تا کہ یہ بیش بہا دولت ان کا سرمایہ بنی رہے۔حضرات والا دامت برکاتہم کی دعاء پر یہ پروقار وپرنور مجلس اختتام کو پہنچی۔

تعمیراتی کام

جامعہ دارالعلوم کراچی کے کئی شعبوں میں تعمیراتی کام کا سلسلہ بفضلہ تعالیٰ جاری ہے، نانک واڑہ شاخ میں قدیم مسجد کی جدید تعمیر اور جامعہ کی بقیہ عمارت کی تکمیل کا کام باقی ہے، کورنگی میں جدید درس گاہ کی پنج گوشہ عمارت کی تعمیر کا سلسلہ بحمداللہ شروع کیا جاچکا ہے، حراء فاؤنڈیشن میں شعبہ بنین کی عمارت کی تعمیر کا سلسلہ بھی جاری ہے، ان تمام تعمیراتی سلسلوں کی بحسن وخوبی تکمیل کی دعا کی درخواست ہے۔اہل خیر حضرات کے لئے اس صدقہ جاریہ میں شرکت کرنے کا زریں موقع ہے، اللہ تعالیٰ توفیق بخشیں۔آمین۔

حضرت رئیس الجامعہ، دامت برکاتہم، کا سفر تنزانیہ دارالسلام

۱۵ارشعبان ۱۴۳۹ھ (۲رمئی ۲۰۱۸ء): بدھ کے روز رئیس الجامعہ دارالعلوم کراچی حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب، دامت برکاتہم، دارالارشاد اسلامک سینٹر کی دعوت پر تنزانیہ دارالسلام تشریف لے گئے، اس سفر میں حضرت والا مدظلہم کے صاحبزادے جناب مولانا ڈاکٹر محمد زبیر عثمانی صاحب زیدمجدہم (استاذ جامعہ دارالعلوم کراچی) بھی اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ آپ کے ہمراہ تھے۔اس سفر کی تفصیلات حسب ذیل ہیں:

مذکورہ تاریخ کو حضرت والا مدظلہم کراچی سے دوحہ (قطر) کے لئے روانہ ہوئے، تین دن دوحہ میں قیام کرنے کا ارادہ تھا، تین دن کے بعد اصل منزل تنزانیہ دارالسلام تھی، تنزانیہ کا یہ سفر دارالارشاد اسلامک سینٹر کے سالانہ جلسہ میں شرکت کے لئے کیا گیا، تین دن کے لئے قطر میں رکنے کی وجہ یہ تھی کہ تنزانیہ کا سفر بہت لمبا تھا، اس سے پہلے قطر جانے کی نوبت بھی نہیں آئی تھی جبکہ وہاں کے احباب اس کے متمنی تھے، اس لئے قطر جانے کا ارادہ کیا گیا۔چنانچہ جب حضرت والا مدظلہم قطر پہنچے تو پاکستان سے تعلق رکھنے والے دوست احباب قاری سعید الرحمٰن صاحب، مولانا شفیع الرحمٰن صاحب اور دوسرے بہت سارے احباب ائرپورٹ پر استقبال کے لئے موجود تھے۔ان سب حضرات نے حضرت والا مدظلہم کی بہت خدمت کی، اس عرصے میں وہاں پر بہت علمی مجالس منعقد ہوتی رہیں ۔قطر میں شاہی خاندان کے شیخ خالد غانم صاحب نے حضرت والا، دامت برکاتہم، سے اجازت حدیث کے لئے ایک مجلس منعقد کی، جس میں انہوں نے حضرت رئیس الجامعہ مدظلہم سے اجازت حدیث لی، اور حدیث کا مفصل درس ہوا۔

الحمدللہ، اس مجلس میں پاکستان کے کچھ علماء، ہندوستان کے علماء، خود قطر کے کافی علماء، اور شاہی خاندان کے حضرات بھی موجود تھے۔اس کے بعد مولانا شفیع الرحمٰن صاحب کے گھر پہ بھی اسی طرح کی ایک مجلس منعقد ہوئی۔جس میں قطر کے علماء بھی تھے اور پاکستان کے علماء بھی تھے، اور یہاں بھی نشست بڑی پرلطف رہی۔ اس سفر میں احباب نے دوحہ کی پوری سیر بھی کرائی۔

قطر ماشاء اللہ ایک ترقی یافتہ ملک ہے اور اس کا شہر دوحہ ایک بہت جدید طرز کا بنا ہوا نیا شہر ہے۔ہر چیز بڑے نظم وضبط اور سلیقے کے ساتھ ہے، حسن انتظام ہے، خوبصورتی ہے اور شہر ماشاء اللہ بہت ترقی یافتہ ہے، مساجد بہت آباد اور شاندار بنی ہوئی ہیں ۔قطر کے مقامی لوگ اور وہ لوگ جو باہر سے آئے ہوئے ہیں نظم وضبط

کے بڑے پابند نظر آئے۔ ماشاء اللہ وہاں پر خواتین میں برقعہ کا بہت اہتمام ہے، مرد بھی، ماشاء اللہ، داڑھی رکھتے ہیں۔ نمازوں میں مساجد نمازیوں سے بھری ہوئی ہوتی ہیں۔ اس لحاظ سے بھی قطر ایک قابل دید جگہ ہے کہ اس وقت خلیجی ریاستوں میں امارات (دوبئی اور ابوظبی) کے بعد یہ دوسرا بڑا ملک ہے جو سب سے زیادہ ترقی یافتہ ملک سمجھا جاتا ہے۔

تین دن قطر میں گزارنے کے بعد ۵ رمئی کو حضرت والا مدظلہم تنزانیہ کے شہر دارالسلام تشریف لے گئے۔ یہ تقریباً چھ گھنٹے کا سفر تھا۔ جب حضرت والا مدظلہم وہاں پہنچے تو بھائی عبدالکریم صاحب اور بھائی عبدالمجید صاحب، جناب قاسم صاحب اور دوسرے احباب ائیر پورٹ پر استقبال کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے، ایئرپورٹ کارروائی سے فارغ ہوکر اپنی رہائش گاہ پر آئے، ۶ رمئی کو دارالارشاد اسلامک سینٹر میں جانا تھا، اس ادارے کے جلسے میں شرکت کے لئے رئیس الجامعہ حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم کو مدعو کیا گیا تھا، مولانا زبیر عثمانی، حفظہ اللہ، بھی ساتھ تھے، لکھنؤ سے حضرت مولانا خالد صاحب تشریف لائے ہوئے تھے، جو وہاں کے بڑے عالم دین اور مدرسہ کے مہتمم ہیں، گجرات سے مولانا احمد صاحب بھی تشریف لائے ہوئے تھے، یہ ایک اچھا مدرسہ ہے، یہ پوری کمیونٹی جویلرز کی ہے جس نے حضرت والا مدظلہم کو مدعو کیا، ان حضرات نے وہاں کے ماحول کے لحاظ سے ایک اچھے تعلیمی ادارے کی بنیاد رکھی، ماشاء اللہ اس تعلیمی ادارے میں درس نظامی کی تعلیم بھی ہے اور یہ حضرات اگلے سال سے دورۂ حدیث کی تعلیم بھی شروع کررہے ہیں، حفظ وناظرہ کی تعلیم بھی ہے، اس ادارے نے پورے ملک میں تعلیم قرآن کے مکاتب کا جال بچھایا ہوا ہے، جن میں ہزاروں طلبہ قرآنِ پاک کی تعلیم حاصل کررہے ہیں، پورا خرچ یہی کمیونٹی برداشت کرتی ہے۔ یہاں روزانہ بیان کا سلسلہ رہا، مغرب کے بعد بیانات ہوتے تھے، کئی بیانات میں حضرت رئیس الجامعہ، مدظلہم، خود شریک ہوئے، کچھ میں انڈیا سے آئے ہوئے علماء کرام شریک ہوئے، بعض جگہوں پر مولانا محمد زبیر عثمانی صاحب، مدظلہم، کے بیانات ہوئے، بیانات کے بعد سوال وجواب کی نشست ہوتی تھی جو ہر لحاظ سے بہت دلچسپ ہوتی تھی۔

تنزانیہ میں قیام کے دوران معلوم ہوا کہ اس کے قریب ایک اور صوبہ ہے جس کو الگ ملک کہا جاسکتا ہے لیکن حقیقت میں یہ ایک الگ صوبہ ہے جیسا کہ ہمارے ہاں کشمیر ہے، اسی طرح کا ایک شہر زنجبار ہے، یہ بڑا اقدیم

شہر ہے، بڑا شہر ہے، اس میں بڑی پتلی پتلی گلیاں ہیں اور تاریخی اعتبار سے اس کی تاریخ ہزاروں سال پرانی ہے۔

اس شہر کی دو خصوصیات ہیں:

ایک تو اس کے ساحل سمندر بہت مشہور ہیں، سفید مٹی کے یہ ساحل بہت خوبصورت ہیں، اور انہی ساحلی علاقوں میں کناروں پر بڑے بڑے ہوٹل بنے ہوئے ہیں جو ایک بہترین تفریح کا سامان مہیا کرتے ہیں، جس کو دیکھنے کے لئے پوری دنیا یہاں آتی ہے ۔

دوسری خصوصیت یہ ہے کہ یہاں مصالحہ جات کے باغات کثرت سے ہیں ، ہمارے ہاں جتنے مصالحہ جات استعمال کئے جاتے ہیں ان سب کے باغات زنجبار شہر میں ہیں۔ ایک دن پانی کے جہاز کے ذریعے دارالسلام سے زنجبار جانا ہوا ، پانی میں دو گھنٹے کا یہ سفر ہوتا ہے ، ایک دن وہاں قیام ہوا ، اگلے دن تنزانیہ واپسی ہوئی۔

تنزانیہ مجموعی طور پر ایک غریب اور پسماندہ ملک ہے اور عوام طرح طرح کی پریشانیوں کا شکار ہیں ، مگر اب یہاں بھی کچھ بہتری پیدا ہورہی ہے ، تنزانیہ دنیا کا دوسرا بڑا ملک ہے جہاں سونا پیدا ہوتا ہے ، اور جہاں ہیرے جواہرات کی کانیں ہیں ، اس کے باجود یہاں غربت بہت ہے جس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ یہاں کرپشن بہت زیادہ ہے ۔

مجموعی طور پر ماشاء اللہ تنزانیہ کے مسلمانوں کو اپنے بچوں کی تعلیم کی فکر ہے اور وہ اپنے بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم دیتے ہیں اور خاص طور پر ہندوستان اور پاکستان کے علماء کو بلاکران کے بیانات کروائے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ علماء کرام کی نصیحتوں پر سب کو عمل کی توفیق مرحمت فرمائیں ۔ آمین۔ ۱۲ر مئی ۲۰۱۸ء کو تنزانیہ سے واپسی کا سفر ہوا اور ۱۳ر مئی کو حضرت والا مدظلہم مع رفقاء سفر بخیر وعافیت واپس کراچی تشریف لے آئے۔

اسفار حضرت نائب رئیس الجامعہ مدظلہم

۱۹ر جمادی الاولیٰ ۱۴۳۹ھ / ۶ر فروری ۲۰۱۸ء: نائب رئیس الجامعہ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم آج دبئی تشریف لے گئے جہاں آپ نے مصرف ابوظبی الاسلامی کی ھیئۃ الرقابۃ الشرعیہ کے اجلاس کی صدارت فرمائی۔

۳ر جمادی الثانیہ ۱۴۳۹ھ ۲۰ر فروری ۲۰۱۸ء: نائب رئیس الجامعہ، دامت برکاتہم، کراچی سے

اسلام آباد تشریف لے گئے، جہاں مرکز الاقتصاد الاسلامی (شعبۂ دارالعلوم کراچی) اور انسٹی ٹیوٹ آف بزنس ایڈمنسٹریشن کے اشتراک سے ہونے والے تین روزہ سیمینار میں شرکت فرمائی، اسی دوران سیمینار کی جانب سے ایک عشائیہ ترتیب دیا گیا جس میں ارکان پارلیمنٹ کے ساتھ گول میز مذاکرہ بھی منعقد ہوا۔ تمویل اسلامی کے بارے میں عالمی سطح پر اب تک جو کام ہوا ہے، اس کی ایک رپورٹ پیش کی گئی، اس رپورٹ کے بعد حضرت نائب رئیس الجامعہ مدظلہم نے اپنے خطاب میں ارکان پارلیمنٹ سے فرمایا کہ ملک سے ربا کو ختم کرنا نہ صرف شرعی بلکہ آئینی ذمہ داری بھی ہے، اور جب تک ملک کو سود سے پاک نہیں کیا جائے گا، ہم مسائل کا شکار رہیں گے۔ اس کے بعد عمومی اظہار خیال کی دعوت دی گئی، اس موقع پر حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب قائد جمعیت علماء اسلام نے اپنے مفصل خطاب میں ان تمام کوششوں کو سراہتے ہوئے نائب رئیس الجامعہ حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کے بارے میں فرمایا کہ آپ نے اس معاملے میں ہم سب کی طرف سے فرض کفایہ ادا کیا ہے، نیز یہ پیشکش کی کہ حضرت والا مدظلہم سے اس کام میں آئندہ بھی استفادہ جاری رکھا جائے۔ بعد میں متعدد اراکین اسمبلی نے بھی پُرجوش انداز میں ملک سے سود ختم کرنے کے لئے جدوجہد کا ارادہ ظاہر کیا۔

قیام اسلام آباد کے دوران جامعہ اسلامیہ اسلام آباد کی طرف سے حضرت نائب رئیس الجامعہ مدظلہم کو فیصل مسجد میں نماز جمعہ پڑھانے اور خطاب کی دعوت دی گئی، چنانچہ جمعہ سے پہلے ایک عظیم اجتماع سے آپ کا اصلاحی خطاب ہوا جس کے بارے میں دیکھنے والوں کا کہنا ہے کہ فیصل مسجد میں کبھی عید کے موقع پر بھی اتنا بڑا اجتماع دیکھنے میں نہیں آیا۔

۱۶/رجمادی الثانیہ ۱۴۳۹ھ/ ۵/مارچ ۲۰۱۸ء: نائب رئیس الجامعہ دامت برکاتہم مکہ مکرمہ تشریف لے گئے جہاں آپ نے عمرہ ادا کیا، اور اگلے دن البنک الاسلامی للتنمیہ کی هيئة الرقابة الشرعية کے اجلاس میں شرکت کرکے شام کو مدینہ منورہ روانہ ہوگئے، جہاں پانچ روزہ قیام کے دوران المجلس الشرعی کے اجلاس کی صدارت فرمائی، اور کلية المسجد النبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اصول افتاء کا درس دیا۔

۱۰/رجب المرجب ۱۴۳۹ھ/ ۲۸/مارچ ۲۰۱۸ء: نائب رئیس الجامعہ دامت برکاتہم حیدرآباد تشریف لے گئے، جہاں آپ نے ظہر سے پہلے مدرسہ ریاض العلوم میں اساتذہ وطلبہ سے خطاب فرمایا، اور

شام کے وقت مدرسہ مظاہر علوم لطیف آباد میں صحیح بخاری کی آخری حدیث کا مفصل درس دیا۔ رات وہیں قیام کے بعد اگلے روز ٹنڈو الہ یار میں مولانا عرفان صاحب کی دعوت پر ان کے مدرسے جامعہ صدیقیہ میں بھی تشریف لے گئے، اور وہاں بھی ایک بڑے اجتماع سے خطاب فرمایا۔

۲۰/رجب المرجب ۱۴۳۹ھ ۷/اپریل ۲۰۱۸ء: نائب رئیس الجامعہ دامت برکاتہم آج براستہ دبئ بحرین کے لئے روانہ ہوئے جہاں آپ نے ایوفی کی سالانہ ھیئات الرقابۃ الشرعیۃ کانفرنس سے افتتاحی اور کلیدی خطاب فرمایا۔ اگلے دن وہاں سے براستہ دبئ مانچسٹر برطانیہ تشریف لے گئے، برطانیہ کے دس روزہ قیام کے دوران دارالعلوم بری میں صحیح مسلم اور شمائل ترمذی کی آخری احادیث کا درس دیا پھر دو روز لیک ڈسٹرکٹ میں قیام کے دوران بھی اصلاحی مجالس کا سلسلہ جاری رہا۔ جمعہ ۱۳/اپریل کو واپس مانچسٹر آکر جامع مسجد میں جمعہ کا خطاب فرمایا، اور شام کے وقت علماء کی ایک مجلس میں اوائل سنبلیہ کا درس اور اس کے بعد خطاب فرمایا۔ ۱۴/اپریل کو مولانا فاروق صاحب کے زیر اہتمام مدرسۃ البنات میں صحیح بخاری کا افتتاحی درس ہوا۔ اور اسی میں علماء کے سامنے "المدونۃ الجامعۃ" کا تعارف بھی کرایا گیا۔ ۱۵/اپریل کو بذریعہ ٹرین لندن آکر اسی شام مغرب کے بعد مولانا محمد بن آدم کے زیر اہتمام اہل علم و افتاء کے ایک اجتماع میں "اصول الافتاء و آدابہ" کے اہم مباحث کا خلاصہ اور فتویٰ کے بارے میں اکابر کے مزاج و مذاق پر مفصل خطاب فرمایا جس میں اطراف کے علماء اور مفتی حضرات نے بڑی تعداد میں شرکت فرمائی ۔ ۱۷/اپریل کو تراث پبلی کیشن نے حضرت والا مدظلہم کی کتاب "اسلام اور سیاسی نظریات" کا جو انگریزی ترجمہ Islam And Politics کے نام سے شائع کیا ہے، اس کی رونمائی کی تقریب لندن یونیورسٹی میں منعقد ہوئی ۔ جس میں اردن کے شہزادہ امیر غازی بن محمد بن طلال نے کتاب پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ میں عرصۂ دراز سے ایسی کتاب کی تلاش میں تھا جو سیاست کے بارے میں اسلام کے موقف کو توازن واعتدال کے ساتھ بیان کرے اور موجودہ دور میں اس پر عمل کا طریقہ بھی بتائے ۔ اس کتاب نے میری اس طلب کو پورا کیا۔ اس موقع پر شہزادہ غازی کی کتاب Trentative Guide To The Themes Of The Surahs Of The Quran کی رونمائی بھی کی گئی، مولانا عبدالرحمٰن منکیرا صاحب نے دونوں کتابوں کا تعارف کرایا ، پھر حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے خطاب فرمایا جس میں سیاست کے بارے میں

اسلامی تعلیمات سے متعلق پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کا مدلل رد کیا گیا۔لندن یونیورسٹی کے اس اجتماع میں یونیورسٹی کے مسلم وغیر مسلم دونوں طرح کے اساتذہ وطلبہ موجود تھے۔

۹رشعبان المعظم ۱۴۳۹ھ/ ۲۶/اپریل ۲۰۱۸ء: نائب رئیس الجامعہ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم آج مدینہ منورہ تشریف لے گئے جہاں آپ نے پانچ روزہ قیام کے دوران مجلس شرعی کے تین روزہ اجلاس کی صدارت فرمائی جس میں معیار الوقف اور بیع الدین سے متعلق بعض مسائل پر غور کیا گیا۔اسی دوران ایک رات مغرب کے بعد کلیة المسجد النبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اساتذہ کی فرمائش پر اپنی کتاب "فقہ البیوع" کے بعض حصوں کا درس دیا۔

۱۸رشعبان المعظم ۱۴۳۹ھ/ ۷/مئی ۲۰۱۸ء: نائب رئیس الجامعہ دامت برکاتہم استنبول تشریف لے گئے، جہاں آپ نے اپنے پانچ روزہ قیام کے دوران اسماعیل آغا میں علماء کرام کے ایک اجتماع سے خطاب فرمایا، نیز بورصہ استنبول کی طرف سے اسلامی مالیات کے موضوع پر ایک تین روزہ سیمینار کی صدارت فرمائی، پہلے دن یہ سیمینار بورصہ استنبول کے ہال میں منعقد ہوا جس سے حضرت نائب رئیس الجامعہ مدظلہم نے کلیدی خطاب فرمایا، پھر آپ کے صاحبزادے مولانا ڈاکٹر عمران اشرف عثمانی صاحب زید مجدہ نے مختلف موضوعات پر خطاب فرمایا، نیز فرحان صاحب اور مولانا بلال صاحب (برطانیہ) نے بھی اپنی پریزینٹیشن پیش کی۔اگلے دن سیمینار استنبول کی مشہور زائم یونیورسٹی میں تھا، وہاں مولانا ڈاکٹر عمران اشرف عثمانی صاحب، حفظہ اللہ تعالیٰ اور مذکورہ دونوں حضرات نے تمویل اسلامی کے مختلف پہلوؤں پر درس دیئے، تیسرے دن زائم یونیورسٹی کے ہال میں حضرت نائب رئیس الجامعہ دامت برکاتہم کا مفصل خطاب ہوا جس میں علماء کو حدیث کی اجازت دی گئی، اور چونکہ عوام کا بھی بہت بڑا مجمع موجود تھا، اس لئے عام اصلاحی خطاب بھی ہوا، جس کا ترکی زبان میں ترجمہ وزیر اعظم ترکی کے مشیر خاص جناب عمر فاروق صاحب نے کیا۔

سیمینار سے فراغت کے بعد جمعہ کی نماز کے بعد جامع سلیمانیہ کے متصل شیخ الاسلام مفتی ابوالسعود رحمۃ اللہ علیہ (صاحب تفسیر ابی السعود) کے کمرے میں جامعہ ابن خلدون کے ریکٹر اور ذمہ داروں سے مفصل ملاقات فرمائی، اور ترکی کے وزیر مذہبی امور بھی حضرت نائب رئیس الجامعہ مدظلہم سے ملاقات کے لئے وہیں تشریف لائے، اور ان کی طرف سے ظہرانہ بھی دیا گیا۔اس گفتگو میں جامعہ دارالعلوم کراچی اور جامعہ ابن

خلدون کے درمیان تعاون کے مختلف پہلوؤں پر مفید گفتگو بھی ہوئی۔

دعائے مغفرت

جامعہ دارالعلوم کراچی کے ایک سابق کارکن جناب نادر عالم صاحب مختصر علالت کے بعد ۱۴؍رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ (۲۸؍جون ۲۰۱۸ء) بدھ کے روز انتقال فرماگئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔

خامسہ قراءت کے طالبعلم محمد الیاس پنجگوری کے چچا ۱۶؍رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ جمعہ کے روز ایک حادثہ میں وفات پاگئے۔انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی کامل مغفرت فرمائیں، پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازیں، قارئین سے بھی دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

نقد وتبصرہ

تبصرے کے لیے ہر کتاب کے دو نسخے ارسال فرمائیے

تبصرہ نگار کا مؤلف کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں

نام کتاب .... ابکار الأفکار فی اصول الإکفار المعروف اصول تکفیر

نام مؤلف .... مفتی عبید الرحمٰن صاحب

ضخامت .... ۴۳۰ صفحات، عمدہ طباعت۔ قیمت: درج نہیں

ناشر .... مرکز البحوث الاسلامیہ۔ مردان

کسی شخص پر کافر ہونے کا حکم کب لگایا جاسکتا ہے؟ اس موضوع پر عربی اور اردو میں متعدد کتابیں وجود میں آچکی ہیں، امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری، رحمۃ اللہ علیہ، کی " اکفار الملحدین" اور مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، کی "ایمان اور کفر قرآن کی روشنی میں" اس بارے میں خاصی معروف اور بے حد مفید کتابیں ہیں۔

زیر نظر کتاب "ابکار الأفکار فی اصول الإکفار " بھی اسی موضوع پر تحریر کی گئی ہے۔ اس میں متقدمین ومتاخرین کی گرانقدر تصنیفات سے استفادہ کرتے ہوئے تقریباً تمام عنوانات پر دلائل کے ساتھ کلام کیا گیا ہے۔ ایمان کی لغوی واصطلاحی تعریف، کفر کی لغوی واصطلاحی تحقیق، کفر وتکفیر کی شرائط، موانع اور اس بارے میں افراط وتفریط کی اصلاح، ضروریات دین کا مفصل تعارف، تکفیر کا جامع اور منضبط ضابطہ، استحلال واستخفاف کی شرائط اور مختلف صورتیں، سیکولرازم کی تاریخ، اہداف اور شرعی حکم، اس طرح کے بہت سے عنوانات پر بڑی محنت کے ساتھ عمدہ بحث کی گئی ہے۔

اس اہم جدوجہد پر فاضل مؤلف مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اہل علم کے لئے بہت مفید کام کیا

ہے، اردو اسلوب اور تعبیر میں بہتری کی ضرورت ہے۔ تاہم موجودہ حالت میں بھی کتاب قابل استفادہ ہے، امید ہے کہ "اصول تکفیر" کے موضوع سے دلچسپی رکھنے والے علماء وطلبہ اس کتاب کی کما حقہ قدر دانی فرمائیں گے۔ (ابو معاذ)

نام رسالہ .... سوتے وقت کے مسنون وظائف

نام مؤلف .... مولانا عبدالعزیز صاحب

ضخامت .... ۸۴ صفحات، عمدہ طباعت، قیمت: درج نہیں۔

ناشر .... مکتبہ خادم الحدیث کراچی۔

ملنے کا پتہ .... ادارۃ المعارف کراچی ۱۴

ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جو شخص اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر سویا تو یہ سونا قیامت کے دن اس کے لئے باعثِ حسرت وافسوس ہوگا، اس لئے احادیث طیبہ میں سوتے وقت اذکار واوراد پڑھنے کی ترغیب وارد ہوئی ہے، زیرِ نظر رسالے میں ایسے تمام اذکار عربی متن، اردو ترجمے اور فضائل کے ساتھ جمع کردیئے گئے ہیں۔ آخر میں عربی الفاظ میں تمام معمولات یکجا بھی درج کردیئے گئے ہیں تاکہ انہیں پڑھنا آسان ہو۔ تمام گھرانوں میں ان مسنون وظائف کے پڑھنے کا اہتمام ہونا چاہیئے۔ (ابو معاذ)

نام کتاب .... راحت حاصل کیجئے

نام مؤلف .... الشیخ ابراہیم بن عبداللہ الحازمی

نام مترجم .... عبدالماجد۔ فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

ضخامت .... ۱۸۱ صفحات، عمدہ طباعت، قیمت: درج نہیں۔

ناشر .... مکتبہ بیت العلم اردو بازار کراچی

انسان کی زندگی میں خوشیاں بھی آتی ہیں اور پریشانیاں بھی، خوشیوں میں گم ہوکر انسان انہی کو اصل سمجھنے لگتا ہے اور پریشانیوں میں جزع فزع کرنے لگتا ہے، مگر کامیاب شخص وہ ہوتا ہے جو آزمائش اور پریشانی پر صبر کرکے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس کی رضا کی فکر میں لگا رہتا ہے اور راحت کے حصول کے لئے

دعائیں کرتا رہتا ہے۔

اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے مدرسہ بیت العلم نے پہلے حضرت ابراہیم بن عبداللہ الحازمی کی کتاب "الفرج بعد الشدة" کا اردو ترجمہ "پریشانی کے بعد راحت" کے نام سے شائع کیا تھا، اب اس کتاب کا دوسرا حصہ "حصول راحت کے لئے دعائیں وواقعات" کے عنوان سے شائع کیا گیا ہے، اس کتاب میں ایسے واقعات اور دعاؤں کو جمع کیا گیا ہے جنہیں پڑھ کر ان شاء اللہ تعالیٰ:

① ---پریشانی میں مبتلا شخص کے دل کو تسلی ہوگی۔

② ---تکلیف میں مبتلا شخص کو صبر پر قائم رہنا آسان ہوگا، اور

③ ---دعاؤں کے ذریعہ مصیبت زدہ شخص کے مسائل حل ہوں گے۔

مسنون اعمال واوراد کا معمول ہر حال میں نافع ہے۔ (ابومعاذ)

نام کتاب .... تذکرۃ الشریف (نظر ثانی اور اضافہ شدہ نسخہ)

نام مرتب .... قاری تنویر احمد شریفی

ضخامت .... ۵۷۶ صفحات، عمدہ طباعت، قیمت: درج نہیں۔

ناشر .... مکتبہ رشیدیہ بالمقابل مقدس مسجد، اردو بازار کراچی

حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی، رحمۃ اللہ علیہ، کے مرید، حضرت مولانا حامد میاں صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، کے خلیفۂ مجاز، جامع مسجد سٹی اسٹیشن کراچی کے امام وخطیب تھے، آپ ۱۳۳۲ھ (۱۹۱۴ء) میں کیرانہ ضلع مظفر نگر انڈیا میں پیدا ہوئے، حافظ رحمت اللہ کیرانویؒ کے پاس قرآن کریم حفظ کیا۔ اس کے بعد مدرسہ امینیہ دہلی، دارالعلوم دیوبند، مدرسہ عالیہ فتح پوری دہلی میں ابتدائی اور متوسطہ کی تعلیم حاصل کی، پھر جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل تشریف لے گئے اور وہاں ۱۹۳۹ء میں دورۂ حدیث کیا۔ حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے خاص اساتذۂ کرام میں سے تھے۔ آزادی سے قبل دہلی میں حوض والی مسجد، نئی سڑک میں مدرسہ تعلیم القرآن قائم کر کے دینی خدمات انجام دیں، آزادی کے بعد پاکستان تشریف لے آئے اور کراچی شہر کی سٹی ریلوے اسٹیشن کی مسجد میں

امامت وخطابت کے ساتھ جامعہ تعلیم القرآن شریفیہ کے ذریعے قرآن کریم کی تعلیم کا سلسلہ جاری فرمایا، جس نے بڑی مقبولیت حاصل کی اور سینکڑوں بچوں نے اس ادارے سے حفظ قرآن کریم کی سعادت حاصل کی۔

ساری زندگی خدمت قرآن کو اوڑھنا بچھونا بنائے رکھا اور تادم حیات اس سے وابستہ رہے، پاکستان آنے کے بعد عملی سیاست کو بالکل خیر باد کہدیا تھا، ایک مرتبہ مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری، رحمۃ اللہ علیہ، کو معلوم ہوا کہ حضرت قاری صاحبؒ کراچی میں قیام پزیر ہیں تو کراچی آمد پر شاہ جیؒ نے پیغام بھجوایا کہ تلاوت کے لئے جلسے میں تشریف لائیں، حضرت قاری صاحب نے بڑے ادب کے ساتھ عرض کیا کہ: "حضرت میں سیاست ہندوستان چھوڑ آیا ہوں"۔ (ص:۵۱۳)

طویل علالت کے بعد ۲۱ / ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ (۲۷ / مارچ ۲۰۱۱ء) کو تقریباً سو سال کی عمر میں وفات فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت قاری صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، کے نبیرۂ محترم جناب مولانا تنویر احمد شریفی صاحب، زید مجدہ، نے اپنے دادا محترم کے مفصل حالات لکھ کر بہت اہم خدمت سرانجام دی ہے اور علمی حلقوں پر بڑا احسان فرمایا ہے، شروع سے لے کر آخر تک کے تمام واقعات بڑی جامعیت کے ساتھ عمدہ انداز میں تحریر فرمائے ہیں جن کا مطالعہ کرنے سے ایک قابل رشک زندگی سامنے آتی ہے جو بطور خاص درس وتدریس سے وابستہ حضرات کے لئے نمونہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

حضرات اساتذۂ کرام سے، اختلاف رائے کے باوجود، ادب واحترام کا تعلق قائم رکھنا، معاصر علماء کرام کے ہاں آمد ورفت رکھنا، ان کو اپنے ہاں تشریف لانے کی دعوت دینا، ان سے مشاورت کا اہتمام کرنا اس طرح کی ایسی بہت سی اہم باتیں ہیں جو حضرت قاری صاحب مرحوم کی حیات سے حاصل ہوتی ہیں۔ امید ہے کہ حضرات مدرسین اور طلبۂ مدارس اس مفید سوانح سے راہنمائی حاصل کریں گے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے اور جناب فاضل مؤلف کو ان کی اس بہترین کاوش پر جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

(ابو معاذ)

نام کتاب .... السیح الجاری الی جنۃ البخاری المعروف تقریر علامہ کشمیری، رحمۃ اللہ علیہ

افادات .... علامہ سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری، رحمۃ اللہ علیہ

رشحات قلم .... حضرت مولانا حکیم عبد الحلیم حنفی سردار پوری ملتانی، رحمۃ اللہ علیہ

ضخامت .... جلد اول: ۳۸۲، صفحات، جلد دوم: ۳۷۰ صفحات

جلد سوم: ۲۴۰، صفحات ، قیمت: درج نہیں

ناشر .... مکتبہ عشرہ مبشرہ ۳۸، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

باہتمام .... دار التصنیف والتحقیق، فیصل آباد

حضرت مولانا حکیم عبدالحلیم سردار پوری ملتانی ،رحمۃ اللہ علیہ، دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور امام العصر علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری، رحمۃ اللہ علیہ، کے تلمیذ رشید تھے۔ ۱۳۴۱ھ میں علامہ کشمیری، رحمۃ اللہ علیہ، سے صحیح بخاری پڑھی اور اپنے استاذ محترم کے درس کو بڑے تیقظ کے ساتھ آسان عربی میں ضبط کیا۔ افادۂ عام کے لئے اس درس کو منظر عام پر لانے کی ضرورت تھی چنانچہ مولانا حکیم عبدالحلیم صاحبؒ کے فرزند مولانا محمد قاسم صاحبؒ نے اس کی تصحیح کی، حضرت مولانا محمد عیسیٰ گورمانیؒ نے نظر ثانی کی اور مولانا حکیم ضیاء الرحمٰن ناصر صاحب نے ترتیب تزئین کر کے اسے شائع کیا۔

درس کا انداز عام فہم ہے جس کا مطالعہ کرنے سے ائمۂ کرام کے صحیح اقوال کے ساتھ ساتھ امام بخاری، رحمۃ اللہ علیہ، کے موقف کا پتہ چلتا ہے اور حل کتاب میں مدد ملتی ہے، ان مخفی افادات کو زیور طبع سے آراستہ کرنے پر یہ حضرات مبارکباد اور تحسین کے حقدار ہیں۔ سرورق دیدہ زیب، کاغذ عمدہ اور جلد مضبوط ہے۔ علم حدیث سے شغف رکھنے والے حضرات کے لئے عموماً اور صحیح بخاری کی تعلیم و تعلم سے وابستہ اساتذہ کرام اور طلبہ کے لئے خصوصاً یہ ایک نادر تحفہ ہے۔ اللہ تعالیٰ علامہ کشمیری، قدس سرہ، کے دیگر افادات علمیہ کی طرح اس مفید تقریر کا فیض بھی عام و تام فرمائے۔ آمین۔ (ابومعاذ)

☆☆☆